ماہنامہ

الحقیقہ

پاکستان

مجلہ



(اداریہ)

تعلیماتِ رسول ﷺ کا فیضان

شمارہ 5 - جلد 13

ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ فروری 2013ء





حضور غوث پاک باذن اللہ حاجت روا ہیں

نذرانۂ عقیدت بحضور خواجہ بغداد

مغربی جمہوریت اور خلافتِ اسلامیہ کا تقابل



ووٹ کی شرعی حیثیت اور ووٹر کی شرعی ذمہ داری

آج کی عورت کا لباس



مسائلِ دینیہ

دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل حل

فہرست

﴿نعت شریف﴾

توں آیوں تے مک گئے نے غم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں
اے اللہ دے نائب اعظم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

بن برہان توں ٹھنڈاں پاویں
رب سچے دی شان مناویں
بت کردے ترے اگے سرخم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

ابراہیم خلیل دے پچھوں
موسیٰ و عیسیٰ آسکدے کن
آگئے ہن سرکار دو عالم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

تیرے در دے مرسل منگتے
تیتھوں سارے بوہداک منگدے
ہس ہس آکھن نوح تے آدم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

عرشاں فرشاں دی توں زینت
جسماں درماں دی توں راحت
تیرے ای جلوے پورب پچھم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

آگیا ہن مقصود زمانہ
رب دا نور، حبیب یگانہ
کرن اعلان فرشتے جم جم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

ہور کسے توں کیوں میں منگاں
تیتھوں منگدیاں کیوں میں سنگاں
ہور نے ہور توں سید عالم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

امت دے ہر غم دا چارہ
سوہنیا تیرا اک اشارہ
تیری ہی رحمت برسے چھم چھم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

مرشد پاک مدینے جاکے
اکھیاں سوہنے کول پہنچا کے
آسی مل گئے رحمت عالم
ہور کسے دی لوڑ ای نئیں

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

تعلیمات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیضان

سعید آسوی کے قلم سے

الحمدللہ، اہل ایمان نے رسول معظم، ہادئ اعظم، شفیع مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یوم میلاد نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا۔ سال بہ سال یوم میلاد بلکہ ماہ میلاد کی بڑھتی ہوئی رونقیں اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں کہ امت کا اپنے آقا و مولا، ملجا و ماویٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تعلق کبھی کمزور نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی بد بخت، سیاہ باطن اسے کم کر سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک امتی، محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ اس رشتۂ محبت کو کیونکر مضبوط اور مضبوط سے مضبوط تر بنا سکتا ہے۔ اس کی ایک ہی صورت یا تدبیر ہے، اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات پر زیادہ سے زیادہ عمل پیرا ہونے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کیا جائے۔ جی ہاں! یہ وہی پاکیزہ تعلیمات ہیں جنہوں نے چودہ سو سال قبل محض تیئیس سال کے قلیل عرصے میں دنیائے عالم میں ایک عظیم الشان انقلاب بپا کر دیا تھا، بعد ازاں چودہ سو سالہ عرصے میں جب بھی دنیا کے کسی گوشے میں کوئی مثبت تبدیلی کا انقلاب آیا، اس کے پس منظر میں یہی جذبہ کارفرما رہا اور آج بھی امن و سکون چاہئے اور مسائل و مصائب سے چھٹکارا درکار ہے تو اسی نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گردِ راہ کو بوسہ دینا ہوگا۔

مشہور مستشرق اور مغربی مفکر لیمرٹن (LAMARTIN) کا اعتراف حقیقت سنئے:

" This man moved not only armies, legislations, empires, people and dynastics, bit millions of men in one third in the then inhabited world, and more then that, He moved the altars, the gods, the religions, the ideas, the beliefs and the souls."

ترجمہ: اس شخصیت (جناب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے نہ صرف یہ کہ فوجوں، قوانین، سلطنتوں، لوگوں اور شہنشاہیت کو بدل دیا بلکہ ایک صدی کے محض تیسرے حصے میں اس وقت کی دنیا میں قربان گاہوں، دیوتاؤں، ادیان، تصورات، عقائد اور روحوں کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔

(اصل حقائق اور درست غلط کی پہچان کروا کر دنیا کو حقیقت آشنا کیا)

حضور رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کے نقطے نقطے میں جہان معنی آباد ہے اور نکتے نکتے میں قلزم اسرار موجزن ہے۔ چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ بیت گیا۔ دنیا بھر کے محققین و مدققین نے اس قدر علمی تحقیقات کیں کہ گویا قلم توڑ کے رکھ دیئے مگر نظام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کسی ایک شعبے بلکہ جزیئے کی برکات کا بھی کما حقہ احاطہ نہ کر سکے، سارے نظام کی سب حکمت وافادیت پر عبور حاصل کرنے کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عطا کردہ نظامِ حیات کے صرف ایک جز نظام عبادات کے محض ایک عنوان 'نماز' ہی کو لے لیجئے اور پھر اس کے روحانی و ذہنی فوائد کو چھوڑ کر صرف طبی پہلو پر ہی نظر کیجئے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ انسان فضل و کمال کے آسمان کو چھونے کے باوجود صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فقط ایک ادا یا سنت پر ریسرچ بھی کرے تو عمرِ نوح (علیہ السلام) درکار ہے اور حق یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہ ہوا۔ یعنی طہارت کے آداب و فوائد، وضو کے اسرار اور قیام و رکوع و سجود وغیرہ کی برکات۔

ماہنامہ ''المعارف'' (لاہور) کے فروری مارچ ۱۹۷۳ء کے شمارے میں ایک مضمون ''اسلام اور طب جدید'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں مصنف نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایک ارشادِ عالی ان فی الصلوۃ شفاء (ابن ماجہ) یعنی بے شک نماز میں شفا ہے۔ کی روشنی میں نماز کے طبی فوائد کی تشریح بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نماز پورے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کی جائے تو متعدد بیماریوں کا علاج ہے۔ ایک مختصر سا اقتباس ملاحظہ کیجئے:

''جسم کو چاک و چوبند رکھنے، اعصابی تکلیفوں اور جوڑوں کی بیماریوں سے بچانے اور غذا ہضم کرنے میں مدد دینے میں نماز بہت بڑا ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں صحت جسمانی کے لئے نماز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ ہمارے خون میں کولیسٹرول یعنی چربی کو کم کرنے کا باعث بنتی ہے .... (نماز میں) دل کے دورے، فالج قبل از وقت بڑھاپا، مخبوط الحواسی، بول و براز کے بے قابو اور بے قاعدہ ہو جانے اور ذیابیطس (شوگر) سے بچاؤ کا راز بھی مضمر ہے''۔

ملاحظہ کیجئے! حضور اکرم، ہادیٔ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات میں اسرار و حکمت کے کیا کیا خزینے موجود ہیں، جبکہ موجودہ سائنس ان کے مقابلے میں کتنی تہی دامن ہے۔ یہاں ماہ نامہ ''الجامعہ'' کے ایک مضمون ''سائنسدانوں کی راہنمائی، تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روشنی میں'' کا ایک اقتباس بھی دیکھئے۔ مصنف کہتا ہے:

''چند دن کی بات ہے، بندہ کو ملک عزیز کے چوٹی کے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر سے اس موضوع پر تبادلہ خیالات کا موقع ملا تو وہ بے ساختہ بولے کہ اگر خدانخواستہ میں مسلمان ماں باپ کے گھر نہ پیدا ہوا ہوتا اور اپنے سائنسی مطالعہ کے دوران مجھ تک نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صرف دو باتیں پہنچتیں تو میرے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لئے کافی ہوتیں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ دو باتیں کون سی ہیں؟ کہنے لگے، ''ان میں پہلی بات تو نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا پر از حکمت ارشاد نبوی ہے۔ دوسرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یہ تعلیم کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھوئے جائیں، مگر کسی کپڑے (تولیہ وغیرہ) سے صاف نہ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بچوں کی نفسیات، دماغ کی ساخت، Memory (یادداشت کے نظام) کی دریافت بیسویں صدی میں ہوئی ہے (نومود کے کان میں کہے جانے والے اللہ اکبر اور اقرار توحید ورسالت کے جملے اس کے دماغ (تحت الشعور) میں اپنے نقش چھوڑتے ہیں اور ہوش سنبھالنے پر معمولی تحریک سے یہ جملے اس کے نظریات وعقائد کا حصہ بن جاتے ہیں) اسی طرح جراثیم (جو کہ کپڑے سے ہاتھ صاف کرنے کی صورت میں ہاتھوں پہ لگ کر منہ کے ذریعے معدے میں پہنچتے اور یوں

نظام انہضام کو ڈسٹرب کرتے ہیں) کے باب میں انسان نے ماضی قریب میں کھوج لگایا ہے۔ (یعنی جراثیم کی دریافت تھوڑا عرصہ قبل ہوئی ہے) جبکہ نبی اُمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ حقائق چودہ سو سال قبل منکشف کر دیئے تھے"۔

یہ محض ہلکی پھلکی چند جھلکیاں ہیں تعلیمات نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی گہرائی، گیرائی، (گرفتگی، پکڑ) اور زیبائی کی ورنہ جس قدر ان تعلیمات کا زیادہ اور وسیع مطالعہ کیا جائے، عقل و دل، حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے جاتے ہیں۔ تو فرمائیے!

کیا یہ تعلیمات دور حاضر کے مصائب کا مداوا نہیں؟

کیا دین و دنیا کی فلاح و نجات انہی پر منحصر نہیں؟

کیا ہمارے اقتصادی، معاشرتی، سیاسی، فکری اور نظری مسائل کا حل ان میں مضمر نہیں؟

جب ہے اور یقیناً ہے تو پھر ملک پاکستان کے عوام و حکمران تعلیمات نبوی یا نظام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلو تہی کیوں کر رہے ہیں؟ فی الفور نظام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نفاذ میں کیا چیز مانع ہے؟ اپنے اپنے مفادات کیلئے دھرنے دینے والے، لانگ مارچ کرنے والے اور ہڑتالیں کرانے والے اور کرنے والے مذہبی و سیاسی قائدین خالصتاً نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نفاذ کیلئے یہ سب کچھ کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر کرتے تو کیا آج صورتحال یکسر مختلف نہ ہوتی؟

ہمارے مصطفےٰ کریم ﷺ کی تعلیمات تو وہ ہیں کہ جنکی ہمہ گیری اور اعجاز یہ ہے مشہور مغربی فلسفی اور سکالر برنارڈ شا (BERNARD SHAW) کو کہنا پڑا:

"I belieive that if a man like him were to assume the dictator ship of the modern world he would, succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness."

ترجمہ: مجھے یقین ہے کہ اگر ایسی شخصیت دنیائے جدید کی حکمرانی قبول فرمالے تو وہ تمام مسائل اس انداز میں حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی کہ دنیا کو وہ سکون و امن میسر ہوگا جس کی از حد ضرورت ہے۔

اسی لئے حضور مفکر اسلام قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

اے امن پسند آ جاؤ سرکار کے دامن رحمت میں
اس چارہ گر ہستی کے سوا، انسان کا کوئی بھی چارہ نہیں

اس دنیائے جدید میں حضور محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حکمرانی کی صورت اب یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے احکام و فرامین کی حکمرانی ہر سو قائم کی جائے۔ ہر قسم کے مسئلہ میں ان کے حکم کو حرف آخر سمجھا جائے اور ہر مسلمان بحیثیت امتی اس سلسلہ میں اپنا حصہ ڈالے۔ اس نیک کام کا آغاز یوں کیا جائے کہ ہر مسلمان اپنے اپنے گھر میں نظام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نافذ کرے۔ تعلیمات رسول ﷺ کا نفاذ کرے۔ تعلیمی اداروں اور دفاتر میں یہی ماحول بنایا جائے۔ حکومت خود اس کا اہتمام کرے۔ نماز روزے کی پابندی کرائی جائے، مخرب اخلاق سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ حکومت فحاشی و بے حیائی کے جملہ پروگراموں کی سرپرستی کرنے کی بجائے ان کے خاتمے کیلئے خود عملی اقدامات کرے۔ غرض دنیا و آخرت کی کامیابی چاہیے تو اس نبی محتشم ﷺ سے وفا کرنا ہوگی۔ اللہ کریم توفیق دے۔ آمین!

حضور غوث پاک باذن اللہ حاجت روا ہیں

﴿محقق دوراں جناب حضرت علامہ مفتی حافظ نصر اللہ آسوی مدنی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور غوث پاک سے مدد مانگنے کا مطلب کیا ہے یعنی آپ کے وسیلہ سے کوئی حاجت طلب کرنا یا آپ سے درخواست کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ کی بارگاہ میں اس حاجت کے لئے دعا فرمادیں یہ بالکل جائز اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿إِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً فَاسْئَلُوْهُ بِي﴾ جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ٦٣)

﴿مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِي كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْه﴾ یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا ﴿وَمَنْ نَادَانِي بِاسْمِيْ فِي شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ﴾ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی ﴿وَمَنْ تَوَسَّلَ بِي إِلَى اللهِ فِي حَاجَةٍ قُضِيَتْ.﴾ اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ١١-١١ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر (١١) بار صلاۃ وسلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے

أَيُدْرِكُنِي ضَيْمٌ وَأَنْتَ ذَخِيْرَتِي

وَأُظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ نَصِيْرِيْ

وَعَارٌ عَلَى حَامِي الْحَمَى وَهُوَ مُنْجِدِي

إِذَا ضَاعَ فِي الْبَيْدَاءِ عِقَالُ بَعِيْرِيْ

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے ,,بہجۃ الاسرار،، میں اور علامہ محمد بن یحیٰ التاذفی نے ,,قلائد الجواہر،، میں اور شیخ عبد الحق محدث دھلوی نے ,,زبدۃ الأسرار،، میں اور شارح مشکاۃ محدث کبیر مولانا علی قاری نے اپنی کتاب ,,نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبد القادر،، میں نقل کیا ہے پھر مولانا علی قاری فرماتے ہیں ﴿وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ﴾ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

اولیاء کرام دافع البلا ہوتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنِّي لَأَهُمُّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى عُمَّارِ بُيُوْتِي وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِي عَنْهُمْ﴾ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔ (جامع صغیر ، والدیلمی، بیہقی الاوالعلی ص:٥٥)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللہَ عزوجل لَیَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصالح عن مائۃِ اھلِ بیتٍ مِنْ جیرانِہِ الْبَلاءَ

بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

﴿اولیاء کرام کو دافع البلاء، حاجت روا، مشکل کشا کہنا شرک و بدعت نہیں﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿کَانَ الْغُلَامُ یُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَیُدَاوِی النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ﴾ وہ لڑکا (ولی) مادر زاد اندھے اور برص والے اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔

(مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

مادر زاد اندھا ہونا ایک مصیبت ہے اور مصیبت دور کرنا اللہ کا کام ہے لیکن یہاں نبی کریم ﷺ فرما رہے وہ ولی یہ مصیبتیں اور مشکلات دور کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سبب کی طرف نسبت کر کے اس کو مشکل کشا (مشکلیں کھولنے والا) دافع البلاء (بلائیں دور کرنے والا) کہنا بالکل جائز ہے۔ جب بنی اسرائیل کے ولی مشکل کشا ہو سکتے ہیں تو حضور غوث پاک بھی مشکل کشا، حاجت روا ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل اور اس امت کے ولی تمام ولیوں سے افضل اور ہمارے آقا تمام انبیاء کرام سے افضل۔ اور یہ حدیث بھی صحیح اور صحاح ستہ کی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ کہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

زبدۃ العارفین حضرت علامہ شطنوفی (متوفی ۷۱۳ھ) کا عقیدہ:

فرماتے ہیں: میں نے پہلے زمانہ کے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ چار بزرگ ایسے ہیں جو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ بقاء بن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) (بزرگوں کے عقیدے ص ۴۶)

مفلوج اور اندھا شفایاب ہوگیا: مہلک اور لاعلاج مریضوں کو بھی آپ کی کرامتوں سے شفا مل جاتی تھی۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ بغداد کے مشہور تاجر ابو غالب نے حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت آپ کے نانا جان رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہئے اور میں آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا اچھا میں آؤں گا۔ جب اس کے مکان پر پہنچے تو عراق کے بڑے بڑے علماء و مشائخ پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ انواع واقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے۔ پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا نہ کسی کو اجازت دی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹوکرا میرے سامنے لا کر کھولو جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابو غالب تاجر کا مادر زاد اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ ﴿قُمْ بِاِذْنِ اللہِ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ شیخ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور نعرے لگانے لگے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بغیر کچھ کھائے پیئے اس ہجوم سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت شیخ ابو سعید قیلوی نے فرمایا ﴿ا الشیخ عبد القادر

يُبْرِيءُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللهِ ﴾ ہاں شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳، بزرگوں کے عقیدے ص ۴۷) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس واقع سے اپنا عقیدہ ثابت کردیا کہ ایک شخص جو لنجا، مادرزاد اندھا اور فالج زدہ ہوا سے بھی بیک زبان تندرست کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بلب امراض مہلک سے عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوثِ اعظم کا

﴿حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی برکت سے عذاب قبر معاف کردیا گیا﴾

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو قیامت کے دن اس کے عذاب سے تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبریٰ، بہجۃ الاسرار) ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے وہ خواب میں مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں تم حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعا کراؤ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے بھی گذرا تھا اس نے بتایا: ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔ دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش و خرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہے اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کردیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ﴿ اِنَّ رَبِّیْ عَزوجل قَدْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ کُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰی بَابِ مَدْرَسَتِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ بیشک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے، جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کردوں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۱)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں: ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے مدرسہ کے اردگرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کر اور پراگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا۔ نیز فرمایا ﴿ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ مَدْرَسَتِنَا قَطْرَةً يَشْفِيْهِ اللهُ ﴾ جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پئے گا اس کو بھی شفا حاصل ہوگی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو ان کو شفا کامل حاصل ہوگئی پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کے عہد میں طاعون کی وباء قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر ص ۳۴)

﴿اولیاء کرام سے مدد مانگنا انبیاء کرام کی سنت ہے شرک و بدعت نہیں﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا:

﴿ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴾ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو (النمل: ۳۸) بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگنا جائز ہے اور مافوق الاسباب مدد مانگنا شرک ہے اگر ان کی یہ منطق درست تسلیم کرلی جائے تو پھر انبیاء کرام بھی اس فتویٰ سے محفوظ نہیں رہتے لہذا ثابت ہوا کہ یہ تحت الاسباب اور فوق الاسباب کی قیدیں ایجاد بندہ ہیں قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے مافوق الاسباب مدد مانگی ہے۔

اولیاء کرام سے حاجتیں طلب کرنے کا حکم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

﴿ اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ اِلٰى ذَوِى الرَّحْمَةِ مِنْ اُمَّتِىْ تُرْزَقُوْا وَتُفْلِحُوْا فَاِنَّ فِيْهِمْ رَحْمَتِىْ ﴾ میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان میں میری رحمت ہے۔ (جامع صغیر، طبرانی، الامن والعلیٰ ص: ۶۱)

﴿یاعلی یاغوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلهِ عِبَادًا لایَرَاهُم﴾ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ،اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔ (رواہ الطبرانی وابن السنی ، کتاب الاذکار از امام نووی، ہدیہ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص:۲۷) الامن والعلی ص ۲۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلا فصل والا قبول کر لیا۔

سردار وہابیہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کا فیصلہ ﴿یارسول اللہ یاعلی اور یاغوث کہنا جائز ہے﴾

دعا کے دو معنی ہیں شرعی اور لغوی: دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے اور یہی ان آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنی میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے یا فوت شدہ کو برابر ہے (۱) نابینا کی حدیث میں ہے ﴿یامحمد اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی﴾ (۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی﴾ (۳) حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا وامحمداہ (۴) جب روم کے بادشاہ نے مسلمانوں کو نصرانیت کی دعوت دی تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا ﴿یا محمداہ﴾ اگر پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یارسول اللہ، یا علی، یا غوث تو اکیلی اس ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو ﴿یا فلان بن فلان﴾ کہہ کر پکارا تھا۔ (ہدیۃ المہدی اردو ص ۴۹--۵۰ عربی)۔ لفظ غوث کہاں سے نکلا ہے۔

قرآن میں لفظ غوث:

﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِی مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِی مِنْ عَدُوِّهٖ﴾

تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی۔ (سورہ القصص آیت ۱۵ پارہ ۲۰)

یہاں مصدر غوث سے باب استفعال بنایا گیا ہے اور فعل ماضی ہے۔

حدیث میں لفظ غوث: حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پانی تلاش کرتے وقت ایک آواز سنی تو فرمایا: ﴿اَغِثْ اِنْ کَانَ عِنْدَكَ خَیْرٌ﴾ میری مدد کر میری فریاد کو پہنچ اگر تیرے پاس خیر ہے۔ یہاں مصدر غوث کا فعل امر ہے۔ فرشتے سے مدد مانگی گئی ہے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کوئی عام عورت نہیں ہیں ایک پیغمبر کی بیوی اور دوسرے پیغمبر کی والدہ ہیں ایک روایت میں ﴿قَدْ اَسْمَعْتَ ان کان عندَكَ غَوَاث﴾ تو نے اپنی آواز سنا دی ہے اگر تیرے پاس مدد ہو۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)3365-3364 ریاض الصالحین

کتاب المشورات) قیامت کے دن ایک آدمی کہے گا" یارسول اللہ اغثنی" یارسول اللہ میری امداد کرو۔ (بخاری کتاب الجہاد باب الغلول 3073 مسلم 1831 مشکوۃ کتاب الجہاد باب قسمۃ الغنائم 3996) یاغوث کہنے کا اس سے بڑا ثبوت آپ کو اور کیا چاہئے؟ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو کیا یہ شرک قیامت کے دن بھی چلے گا۔ آپ ہمیں ایک آیت یا حدیث دکھادیں کہ یاغوث کہنا شرک ہے تو ہم چھوڑ دیں گے اور آپ کا شکریہ بھی ادا کریں گے لیکن قیامت تک نہیں دکھا سکتے انشاء اللہ۔ صرف ایک آدمی ہی نہیں صرف مخلوق انبیاء کرام کو غوث تسلیم کرے گی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورج قیامت کے دن قریب ہوگا حتی کہ پسینہ کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا۔ اسی ثناء میں استغاثو بآدم ثم بموسی ثم بمحمد ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام پھر موسی علیہ السلام اور پھر محمد ﷺ سے استغاثہ و فریاد کریں گے۔ (بخاری کتاب الزکاۃ باب من سال الناس تکثرا حدیث 1381 مطبوعہ ضیاء القرآن) باقی سب کے عقیدے مردہ سنیوں کا عقیدہ زندہ تو بعد از قیامت بھی باقی رہے گا اگر شرک ہوتا ختم ہو جاتا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں گر مان گیا (امام احمد رضا)

لفظ غوث لغت سے: غاثہ یغوثہ غوثا واغاثہ اغاثۃ و مغوثۃ اعانت کرنا، مدد کرنا۔ (غَوَّثَ الرجل) واغوثاہ کہنا۔ (استغاث الرجل مدد طلب کرنا۔ (مصباح اللغات ص ۶۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا كَتَبَ اللهُ لَهُ ثَلاثًا وَسَبْعِيْنَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِيْهَا صَلَاحُ اَمْرِهِ كُلِّهِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهُ دَرَجَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ جو کسی غمگین کی مدد کرے اس کی فریاد کو پہنچے اس کے لئے اللہ تعالی تہتر (۷۳) بخششیں لکھتا ہے جن میں سے ایک تو اس کے لئے تمام کاموں کی درستی ہے اور بہتر بخششیں اس کے قیامت کے دن درجات ہوں گے۔ (رواہ البیہقی، مشکوۃ ۴۹۹۶ کتاب الادب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق) اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کے لئے لفظ غوث شرک و بدعت نہیں حدیث پاک سے ثابت ہے لفظ غوث کو شرک کہنے والے مفتی بننے سے پہلے مطالعہ میں وسعت پیدا کریں۔

حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ ﴿فاتح مصر کو تین بار یا غوثاہ کہا﴾ خلافت فاروقی میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا "عام الرمادہ"، نام رکھا گیا یعنی ہلاک وتباہی جان ومال کا سال امیر المومنین نے عمرو بن العاص کو مصر میں فرمان بھیجا ﴿سلام اما بعد فَلَعَمْرِيْ يا عَمْرُو ما تُبَالِي اِذَا شَبِعْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ اَنْ اَهْلِكَ اَنَا وَمَنْ مَعِي فَيَا غَوْثَاهُ ثُمَّ يا غَوْثَاهُ يُرَدِّدُ قَوْلَهُ﴾ سلام کے بعد واضح ہو کہ مجھے اپنی جان کی قسم اے عمرو جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پروا نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہو جائیں ارے فریاد کو پہنچ، ارے فریاد کو پہنچ اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا حضرت عمرو نے جواب تحریر فرمایا: سلام کے بعد معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس حضور پر سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ (ابن خزیمہ والحاکم والبیہقی عن اسلم مولی عمر، الامن والعلی ص: ۲۶۰) امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ معلوم ہو گیا کہ مخلوق کو یاغوث کہہ کے پکارنا اور دور سے پکارنا بھی جائز ہے جو عقیدہ صحابہ کرام کا وہی عقیدہ ہم سب اہل سنت کا اور جو ہم پر فتوی لگائے گا اس کا فتوی ہم پر نہیں صحابہ کرام پر ہوگا اگر شیعہ صحابہ کی گستاخی کریں تو کافر اور وہابی صحابہ کے عقائد کو شرک کہہ کر صحابہ کی گستاخی کریں تو یہ شیعوں کے بھائی کیوں نہیں ہو سکتے

اولیاء کو مقام ,,کن،، عطا ہوتا ہے: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود اپنی تصنیف ,فتوح الغیب،، میں مقام تحریر فرماتے ہیں: اولیاء اور ابدال کو

مقام تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔﴿ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں، ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو جا! تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص۱۰۹ مقالہ نمبر ۱۶)

اسی حدیث قدسی کی تشریح میں چند کرامات ملاحظہ فرمائیں

مرغی زندہ کر دی: علامہ شطنوفی محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک عورت حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہو کر اس کو اللہ اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمائی اور اس کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اپنے بچے کو ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں، جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا: ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ آپ کے اس حکم پر فوراً وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلائی۔ پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿ إذا صار ابنُكِ هكذا فَلْيَأْكُلْ مَهْمَا شَاءَ ﴾ یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۶۵) فتاوی حدیثیہ للعلامہ ابن حجر مکی ص۹۳)

اس واقعہ کو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی ،،کتاب الذکیر،، حصہ سوم ص۱۱۸۔ اور ،،افاضات الیومیہ،، ج۱ ص۲۲۳) پر درج کیا ہے۔

مردہ زندہ کر دیا: اسرار الطالبین میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک محلہ سے گذر رہے تھے کہ ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کیا کہ حضور والا! یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے حضرت عیسی علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد ﷺ سے افضل ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی ﷺ حضرت عیسی علیہ السلام سے افضل ہیں۔ یہ سن کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس حضرت عیسی علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل کیا ہے؟ تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نبی نہیں ہوں بلکہ حضرت محمد ﷺ کا ایک تابعدار غلام ہوں اگر میں مردہ زندہ کردوں تو کیا تم ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تم مجھے قبر دکھاؤ تو اس نے آپ کو بہت پرانی قبر دکھائی تو آپ نے فرمایا: یہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا۔ اگر تو چاہے تو یہ قبر سے گاتا ہوا اٹھے تو میں تمہارے لئے یہ بھی کر سکتا ہوں۔ پھر آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ پس قبر شق ہوئی اور مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکل آیا۔ جب عیسائی نے یہ کرامت دیکھی تو وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (تفریح الخاطر ص۱۶) اسی لئے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿ وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی ﴾ میں اگر اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو یقیناً وہ مولی تعالی کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے گی۔

وہ کہہ کر قُمْ بِاِذْنِ اللهِ جلا دیتے ہیں　　مردوں کو بہت مشہور ہے احیاء موتیٰ غوث اعظم کا

ستر بار احتلام: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں نئی نئی عورت کے سبب ستر بار مُحْتَلِمْ ہوا۔ صبح غسل سے فارغ ہو کر اپنی پریشانی کی فریاد لے کر اپنے مرشد کریم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے آپ نے خود ہی فرمایا: رات کے واقعہ سے مت گھبراؤ میں نے رات کو لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو تمہارے بارے میں ستر مختلف عورتوں کے ساتھ زنا مقدر تھا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان گناہوں سے تیری حفاظت فرمائے۔۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو خواب میں احتلام کی صورت میں بدل دیا گیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹۳)

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرید ہونے کا فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کامل کی بیعت ضرور کرنی چاہئے کہ پیر کی توجہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور بعض اوقات بڑی آفت چھوٹی آفت سے بدل کر رہ جاتی ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بہت بڑا رجسٹر دیا گیا جس میں میرے مصاحبوں اور میرے قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام درج تھے اور کہا گیا کہ یہ سارے افراد تمہارے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے داروغہ جہنم سے پوچھا، کیا جہنم میں میرا کوئی مرید بھی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں،، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ وَعِـزَّةِ اللّٰهِ اِنَّ يَدِيْ عَلٰى مُرِيْدِيْ كَالسَّمَاءِ عَلَى الارضِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيْدِيْ جَيِّدٌ فَاَنَا جَيِّدٌ ﴾ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم! میں اس وقت تک اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے نہ ہٹوں گا جب تک اپنے ایک ایک مرید کو داخل جنت نہ کرلوں۔ بہجۃ الاسرار ص ۱۰۰)

بد ہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
اس نشانی کے جو سگ نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
مریدی لا تَخَف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظم کا

سلسلہ قادریہ کی فضیلت: حضرت شیخ عمر البزار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ضَمِنَ الشَّيْخُ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ لِمُرِيْدِيْهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَنْ لَا يَمُوْتَ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَّا عَلٰى توبة ﴾ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر توبہ نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۹۹) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ لَو انْكَشَفَتْ عَوْرَةُ لِمُرِيْدِيْ بِالْمَغْرِبِ وَاَنَا بِالْمَشْرِقِ لَسَتَرْتُهَا ﴾ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کی پردہ پوشی کروں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۹۹)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ اَنَا لِكُلِّ مَنْ عَثَرَ بِهِ مَرْكَبُهُ مِنْ اَصْحَابِيْ وَمُرِيْدِيْ وَمُحِبِّيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ آخِذٌ بِيَدِهِ ﴾ قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں میں سے کسی کو اس کی سواری گرا دے تو میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔ (قلائد الجواہر ص ۱۷)

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو
مگر کیا سب سے اونچا پھریرا غوث اعظم کا
خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

عظیم الشان کرامت: ابوالمظفر حسن نامی ایک تاجر نے حضرت سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی حضور! میں تجارت کے لئے قافلہ کے ہمراہ ملکِ شام جارہا ہوں۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم اپنا سفر ملتوی کردو، اگر گئے تو ڈاکو تمہارا مال لوٹ لیں گے اور تمہیں قتل بھی کردیں گے، تاجر یہ سن کر بڑا پریشان ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں واپس آرہا تھا کہ راستے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مل گئے۔ پوچھا کیوں پریشان ہو؟ اس نے سارا واقعہ سنادیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پریشان نہ ہو شوق سے ملک شام کا سفر کرو۔ انشاء اللہ سب بہتر ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اسے کاروبار میں بہت نفع ہوا۔ وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لے کر ،، حلب،، پہنچا۔ اتفاقاً وہ اشرفیوں کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا، اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سوگیا۔ نیند میں اس نے ایک ڈراونا خواب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کرکے سارا مال لوٹ لیا ہے اور اسے قتل بھی کرڈالا ہے۔ خوف کے مارے اس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر اٹھا تو دیکھا وہاں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی اس نے فلاں جگہ رکھی ہے۔ فوراً وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ خوشی خوشی واپس بغداد پہنچا۔ اب سوچنے لگا کہ پہلے جاکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملوں یا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے؟ اتفاقاً راستے میں ہی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ مل گئے اور دیکھتے ہی فرمانے لگے، پہلے جاکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں، انہوں نے تمہارے حق میں ستر بار دعا مانگی تھی تب کہیں جاکر تمہاری تقدیر بدلی جس کی خبر میں نے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے بیداری سے خواب میں منتقل کردیا۔ چنانچہ وہ بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا، واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۴)

شیخ صنعانی کا انجام: جب حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کی مجلس میں یہ اعلان فرمایا: ﴿قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ﴾ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ تو تین سو تیرہ صاحبانِ حال اور اولیاء کرام نے اپنا اپنا سر جھکا کر ادب سے عرض کیا کہ: (بل علی الرأس والعین) اے محبوب سبحانی! آپ کا قدم ہماری گردنوں پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے۔ مگر ایک بزرگ حضرت شیخ صنعانی جو سینکڑوں میل دور تھے انہیں غیرت آگئی اور انہوں نے اکڑ کر فرمایا: کہ اے عبدالقادر تمہارا قدم میری گردن پر نہیں ہے۔ حضور غوث الاعظم نے سینکڑوں میل کی دوری سے شیخ صنعانی کی آواز کو سن لیا اور ان کو دیکھ کر پہچان بھی لیا پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا آپ نے فرمایا: کہ شیخ صنعانی کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا۔ اللہ اکبر! حضرت غوثیت مآب کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ شیخ صنعانی اپنے چار سو مریدوں کے ساتھ حج کو جارہے تھے مگر راستے میں ایک عیسائی کی لڑکی پر عاشق ہوگئے اور نکاح کا پیغام دے دیا عیسائیوں نے کہا کہ ہماری قوم کا رواج ہے کہ ہونے والا دولہا چند دنوں اپنے سسرال کی خنزیریں چرایا کرتا ہے۔ مسلمانوں خدا کی پناہ شیخ صنعانی خنزیر چرانے لگے اور خنزیر کا چھوٹا بچہ جو چل نہیں سکتا تھا شیخ صنعانی نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا تمام مریدین برگشتہ ہوکر چلے گئے۔ مگر دو مخلص مریدوں نے ساتھ نہیں چھوڑا اور کہا کہ ہمارا شیخ اس وقت عتاب میں پڑ گیا ہے جب اچھی حالت میں ہم نے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑا تو اس حالت میں بھی ہم شیخ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ شیخ صنعانی کو

عیسائیوں نے گرجا گھر میں نکاح کے لئے بلایا اور وہ ایک ہاتھ میں شراب اور دوسرے ہاتھ میں خنزیر کے گوشت کا برتن لے کر چلے اس حالت میں دونوں نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث الاعظم کی درگاہ میں استغاثہ و فریاد کی حضرت غوث الاعظم کو رحم آ گیا اور آپ نے شیخ صنعانی کیقلب پر ایسا تصرف فرمایا کہ ناگہاں ان کا دل بدل گیا اور انہوں نے خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ پھینک دیا اور توبہ و استغفار کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لوٹ آئے اور دونوں مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے فوراً بغداد شریف لے چلو چنانچہ پا پیادہ بغداد شریف روانہ ہو گئے اور مریدوں سے فرمایا میں بارگاہ غوثیت کا مجرم ہوں تم لوگ میرا چہرہ سیاہ کر کے اور میرے ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر بارگاہ غوث میں لے چلو تا کہ وہ میرے حال پر رحم فرما کر مجھے معاف کر دیں چنانچہ مریدوں نے حکم کی تعمیل کی مگر شیخ صنعانی جب اس حال میں بغداد شریف پہنچے تو حضرت غوث الاعظم نے آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آگے بڑھ کر شیخ صنعانی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ان کی سلب شدہ ولایت دوبارہ انہیں مل گئی پھر حضرت غوث الاعظم نے فرمایا: کہ اے شیخ صنعانی! میں نے جو یہ اعلان کیا تھا میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو میں اپنی طرف سے یہ اعلان نہیں کیا تھا بلکہ خدا کی طرف سے میں یہ کہنے پر ماموں کیا گیا تھا تم نے اس کا انکار کیا اس لئے تم خدا کی طرف سے ایسے خطرناک عتاب میں مبتلا کئے گئے۔ (تفریح الخاطر فی مناقب عبدالقادر)

ایک عجیب مسئلہ: بلادِ عجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ تو اس صورت میں کونسی عبادت کرنی چاہئے۔ علماء عراق اس سوال پر حیران اور ششدر رہ گئے۔ اور اس کا جواب نہ دے سکنے کا اعتراف کرنے لگے۔ اور اس مسئلہ کو حضور غوث پاک کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: کہ وہ شخص مکہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کر کے اپنی قسم پوری کرے۔ پس اس شافی جواب سے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا کیونکہ وہ اس کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔ (طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷، اخبار الاخیار ص ۱۷)

کیا حضور غوثِ اعظم وہابی تھے: حضور غوثِ اعظم چونکہ فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اسی لئے ان کی فقہ کے مطابق رفع یدین کا ذکر ,,غنیۃ الطالبین،، میں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو بھی رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کہے وہ وہابی ہے۔ اگر ان کا یہ قاعدہ مان لیا جائے تو کل کو شیعہ مالکی فقہ پر عمل کرنے والوں کے لئے دعویٰ کر دیں گے کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے کہ یہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ وہابیت و غیر مقلدیت عقیدہ کی خرابی و محبوبانِ خدا کی گستاخی کا نام ہے۔ محض رفع یدین وغیرہ کا اختلاف نہیں۔ لہذا حضور غوثِ اعظم نہ غیر مقلد تھے نہ وہابی بلکہ صحیح العقیدہ سنی و پیشوائے اہل سنت و جماعت اور امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔ اگر غیر مقلدین وہابیہ میں حیا ہوتی تو تقلید کے خلاف نہ ہوتے بلکہ آپ کی طرح کسی امام کے مقلد ہوتے یا غیر مقلد ہو کر ایک مقلد حنبلی بزرگ کا سہارا نہ لیتے اور اپنی دو رخی و منافقت سے عوام کو دھوکہ نہ دیتے۔

عظیم دھوکہ و خیانت: حال ہی میں غیر مقلدین نے حضور غوثِ اعظم کی کتاب ,,غنیۃ الطالبین،، کو اردو ترجمہ میں ڈھال کر مع متن کے چھاپا اور چالاکی دکھائی کہ کتاب میں بیس تراویح کی جگہ آٹھ تراویح لکھ مارا تا کہ عوام سمجھیں کہ حضور غوثِ اعظم بھی ان غیر مقلدین کی طرح آٹھ تراویح پڑھتے تھے چنانچہ ملاحظہ ہو ﴿وھی احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر﴾ اور تراویح وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین مکتبہ سعودیہ کراچی ص ۷۳۹) حالانکہ ,,غنیۃ الطالبین،، دنیا کی کثیر الاشاعت مشہور کتاب ہے اور اس میں صاف لکھا ہے ﴿صلاۃ التراویح سنۃ النبی ﷺ وھی عشرون رکعۃ﴾ نماز تراویح سنت ہے اور اس کی بیس رکعت ہیں۔ (غنیۃ کے عربی متن اور فارسی اور اردو ترجمہ کے ہر نسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) لیکن سنگدل اور بددیانت وہابیہ نے (عشرون) بیس کا اصل لفظ اڑا دیا اور عبارت میں اپنی طرف سے احدی عشرۃ گیارہ

کا لفظ شامل کر کے مع الوتر کا از خود اضافہ کر دیا۔ اگر حضور غوثِ اعظم وہابی تھے تو بیس رکعت کیوں پڑھتے تھے؟ اگر وہابی سچے ہیں تو انہوں نے یہ بددیانتی کیوں کی ہے؟ اب عقائد کے بارے میں وہابیوں پر کیسے اعتماد کیا جائے؟

حضور غوثِ اعظم کے عقائد ونظریات: وہابی حضور غوثِ اعظم کی کتاب سے رفع یدین کے بڑے حوالے دیتے ہیں لیکن آپ کے عقائد اور دوسری باتیں جو ان کے خلاف ہیں چھپاتے ہیں۔ حضور غوثِ اعظم مقلد تھے لیکن وہابی تقلید کو شرک کہتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ان کے گستاخ ہیں کہ ان کے عمل کو شرک کہہ رہے ہیں حضور غوثِ اعظم بیس تراویح کے قائل تھے وہابی آٹھ کے لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور غوثِ اعظم حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام قراءت کرے تم خاموشی سے متوجہ ہو کر سنو۔ (غنیۃ ص ۳۹۷) حکیم صادق کو اپنی کتاب میں یہ روایت بھی درج کرنی چاہئے۔ حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: نجات پانے والا فرقہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔ (غنیۃ ۱۹۲) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں اگر دو شخص بغل گیر ہوں اور ایک دوسرے کا ہاتھ اور سر بطور تبرک چومیں تو جائز ہے۔ (غنیۃ ۳۱) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: عادل بادشاہ، والدین، پرہیزگار اور بزرگ آدمیوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (غنیۃ ۳۱) حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: زائر قبر شریف یوں دعا کرے اے خدا میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ نبی پاک ﷺ جو رحمت والے نبی ہیں یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میرے گناہ بخشے۔ غنیۃ ص ۳۳) بلکہ فرمایا جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) وہابی ان تمام چیزوں کے خلاف ہیں بلکہ ان کو شرک وبدعت کہتے ہیں وہابیوں نے اگر رفع یدین کا حوالہ دینا ہے تو آپ کے عقائد بھی قبول کریں ورنہ ان کی کتاب سے حوالہ دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے وہابی حضور غوثِ اعظم کے ان عقائد کو چھپاتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں خیانت کرتے ہیں لہٰذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔ وہابی جب رفع یدین کا حوالہ پیش کریں تو آپ ساتھ یہ حوالہ جات بھی پیش کر دیں۔ وہ خاموش ہو جائیں گے۔ (محمد نصر اللہ مدنی آسوی 03328028182)

==

انتقال پر ملال

☆ الحقیقہ کے مشیر قانون الحاج اخلاق احمد چودھری (ایڈووکیٹ) کے والد گرامی چودھری سلطان علی صاحب 28 جنوری 2013ء کو وصال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) مرحوم بہت نیک اور عابد وزاہد تھے۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت کے علاوہ برسوں سے تہجد گزار تھے اور ان کا وصال عین تہجد کے وقت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

☆ جناب ڈاکٹر ظفر منہاس صاحب آف پھگواڑی شریف جو کہ سچے عاشق رسول اور شیران اسلام کے مجاہد تھے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

☆ محترم المقام اور اولیاء کرام کے خادم جناب اسلام باجوہ صاحب راولپنڈی، اسلام آباد میں انتقال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) یہ حضور مفکر اسلام کے منظور نظر خادم تھے۔ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا وصال شریف بھی ان کے گھر میں ہوا تھا۔

☆ جناب چودھری منیر منہاس ایڈووکیٹ کے بڑے بھائی چودھری محمد صدیق منہاس صاحب آف کوہلیاں (دودھو چک) قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

☆ جناب محترم حسن رضا (انور پبلک سکول پھگواڑی شریف) کے دادا جان جناب ماسٹر محمد انور صاحب وصال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

ادارہ الحقیقہ وشیران اسلام مذکورہ بالا جملہ لواحقین کے غم میں برابر شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو نبی کریم ﷺ کے طفیل جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ الحقیقہ وشیران اسلام پاکستان)

﴿نذرانہ عقیدت بحضور خواجہ بغداد رضی اللہ عنہ﴾

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

اسے کہیے جلوۂ مصطفٰے، جو جمال طلعتِ غوث ہے
وہ ظہور خلق عظیم ہے، جو کمال سیرتِ غوث ہے
میں نثار ایسے کریم پر جو بدل کے رکھ دے دل و نظر
کرے رہزنوں کو جو راہ بر وہ نگاہ رحمت غوث ہے
انہیں جب پکارا وہ آ گئے غم و درد سارے مٹا گئے
کسی بے نوا سے یہ پوچھئے ارے کیا حمایت غوث ہے
لٹیں راج والوں کی دولتیں ، مٹیں تاج والوں کی شوکتیں
جو نہ بجھ سکے نہ بجھ سکا وہ چراغ عظمتِ غوث ہے
بنے جو غلام وہ قادری جو ہے قادری وہ ہے حیدری
یہ ہیں دونوں فیض کے راستے وہ نسب وہ نسبت غوث ہے
ملے جس سے دین کو زندگی وہ نظر ہے غوث کریم کی
اسے دین سے ہے کہاں واسطہ جو عدوئے حضرت غوث ہے
یہ ہے آسیؔ شیخ کا سب کرم دل و جاں کا جو رہا بھرم
میری جاں فدا ہے حضور پر، میرے دل میں الفت غوث ہے

عظمت غوث کیونکر بیاں ہو	میرے آقا شہہ اولیا ہیں
ہر ولی نام لیوا ہے اس کا	شاہِ بغداد کے سب گدا ہیں
موت سے جس کو چاہیں بچائیں	قم باذنی سے مردے جگائیں
حکم ارض و سما پہ چلائیں	کیوں نہ ہو نائب مصطفٰے ہیں
یہ حقیقت ہے بہت آزمائی	ان کے گھر میں ہے مشکل کشائی
ان کے دادا بھی مشکل کشا ہیں	یہ بھی دنیا کے مشکل کشا ہیں
جس نے کہہ کے اغثنی پکارا	مل گیا اس کو فوراً سہارا
دے کے دیکھیں وہ ان کی دہائی	جو کسی رنج میں مبتلا ہیں
قادری ہو کہ ہو نقشبندی	سہروردی کہ چشتی نظامی
سب کی گردن پہ ان کا قدم ہے	سب کے سب انکے مدحت سرا ہیں
سب پہ ان کا کرم کا ہے سایہ	چرخ جیسے زمین پر ہے چھایا!
کوئی ان کے غلاموں سے پوچھے	غوث گھر گھر میں جلوہ نما ہیں
شاہ جیلاں کا ہے فیض جاری	سب پہ احسان ان کا ہے بھاری
ایک آسی کی کیا پوچھتے ہو؟	جن و انسان ان پہ فدا ہیں

مغربی جمہوریت اور خلافت اسلامیہ کا تقابل

علامہ رمضان احمد اویسی مدرس جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت اور سلطنت کا وجود انسان کی اجتماعی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ سلطنت اور حکومت کا قیام غلبہ اور قہر کے بغیر متصور نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو دوسرے شخص سے کسی نہ کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور بسا اوقات طاقتور شخص کمزور شخص سے اپنی ضرورت کی چیزیں بزور بازو حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے جور وستم اور ظلمت و بربریت کو دور کرنے کے لئے اور عدل وانصاف کو حاصل کرنے کے لئے کسی قوت حاکمہ کی ضرورت ہوتی ہے اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے قوانین کا وجود ضروری ہے۔ یہ قوانین اگر انسانوں کے بنائے ہوئے ہوں تو یہ سیاست عقلی کہلاتے ہیں اور اگر یہ قوانین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے ہوں تو یہ سیاست شرعی کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نبی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب وخلیفہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست احکام حاصل کرتا ہے اور ان احکامات کی تفصیل اور تشریح کر کے بندوں پر نافذ کرتا ہے۔ یہی احکام شریعت کہلاتے ہیں۔

دنیاوی حکام جو احکام نافذ کرتے ہیں وہ قوانین کہلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام شریعت کہلاتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے قوانین ناقص اور ناپائیدار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کامل اور دائمی ہوتے ہیں۔ نبی ورسول اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

انی جاعل فی الارض خلیفہ (البقرہ:۳۰)

ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (کنز الایمان)

اور نبی ورسول کے وصال کے بعد جو شخص نبی ورسول کی شریعت پر عمل کراتا ہے اور نبی ورسول کی ہدایت کے مطابق کار حکومت سرانجام دیتا ہے وہ نبی ورسول کا خیلفہ کہلاتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے خلیفۃ اللہ کہا تو آپ نے فوراً فرمایا

لست خلیفة الله ولکنی خلیفة رسول الله (مقدمہ ابن خلدون)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہیں میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔

نبی ورسول کے خلیفہ کی حکومت کو خلافت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خلافت کا لغوی معنیٰ

(۱) امارت، امامت، جانشینی (المنجد۔293)۔ (۲) نیابت، جانشینی، قائم مقامی (حسن اللغات 351)

خلافت کا شرعی معنیٰ: الہ نیابة عن صاحب الشریعة فی حفظ الدین و سیاست الدنیا (مقدمہ ابن خلدون)

ترجمہ: بے شک خلافت دین کی حفاظت اور دنیا کی سیاست میں صاحب شریعت کی نیابت ہے۔

خلافت کی تعریف میں تین باتیں قابل ذکر ہیں۔

(۱)نیابت　　　(۲)حفاظت دین۔　　　(۳)دنیا کی سیاست

خلیفہ دراصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مشن دین کی بھلائی اور لوگوں کی حفاظت تھا۔ اس لئے خلیفہ کا مشن بھی دین کی حفاظت اور دنیا کی بھلائی ہوگا۔

صاحب نبراس نے خلیفہ کی تعریف یوں بیان کی

الخلیفة من یکون نائبا خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه واله وسلم فلا بد ان یمشی خلفه علیٰ طریقه (النبراس۔514)

ترجمہ. خلیفہ نبی کے بعد نبی کا نائب ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی کے راستے پر چلے۔

پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ خلافت کی تعریف میں حفاظت دین کو پہلے اور سیاست کو بعد میں ذکر کیا گیا تا کہ مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اسلامی نقطہ نظر سے دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم رکھا جائے گا۔

جمہوریت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ (قطع نظر عرف خاص کے اور عربی کے)

جمہوریت کا لغوی معنیٰ: ،اردو زبان میں لفظ اپنے "ماحول سے بلندتر" اور اکثریت" کے معنیٰ میں بولا جاتا ہے۔

اصلاحی معنیٰ: عرف عام میں جمہوریت سے مراد اکثریت کی مرضی کی حکومت کے لئے بولا جاتا ہے اور یہ انگریزی زبان کے لفظ DEMOCRACY کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

ڈیوڈ ہیلڈ اپنی کتاب "ماڈل آف ڈیموکریسی" میں لکھتا ہے

''لفظ جمہوریت / ڈیموکریسی سولہویں صدی عیسوی میں فرانس سے آیا ہے جبکہ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے یونانی زبان کے الفاظ "ڈیماس" (لوگ) اور "کراتوس" (حاکمیت) سے ماخوذ ہے گویا جمہوریت سے مراد ایسا طرز حکومت ہے جس میں لوگ خود حاکم ہوں، گویا یہ لفظ یونانی زبان سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ) لوگوں کی قوت ہے۔ یہ اصطلاح بادشاہت اور آمریت کے مقابلہ میں استعمال ہوتی ہے اور اس کا مفہوم ہے عوام الناس کی حکومت۔

خلافت اور جمہوریت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف سے جو فرق سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہے جبکہ خلافت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

له ملک السمٰوٰت و الارض (الحدید۔۲)

ترجمہ: اس کیلئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

تبارک الذی بیدہ الملک

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے۔ (کنزالایمان)

قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء (آل عمران۔۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ (کنز الایمان)

یہ آیات بطور نمونہ پیش کی ہیں ورنہ قرآن مجید کی متعدد آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔

طریقہ انتخاب:

جمہوریت کے طریقہ انتخاب میں عہدہ دار منتخب کرنے کے لئے پہلے کوئی معیار نہیں ہر کس وناکس کو ووٹ دینے کا حق ہے۔

خلافت ووٹ کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جن میں تین شرطیں پائی جائیں۔

(۱)۔عدالت: ووٹر صاحب عدالت ہو یعنی وہ اہل شہادت ہو۔ اہل شہادت وہ ہے جو فرائض وواجبات (خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد) کا پابند ہو اور محرکات سے بچتا ہو اور اس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں۔

(۲)۔علم: ووٹر اس قدر علم رکھتا ہو کہ وہ اسلامی نقطۂ نظر سے سربراہ مملکت کا صحیح انتخاب کر سکے۔

(۳)؛بصیرت: ووٹر صاحب بصیرت یعنی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہو۔

جمہوریت اور خلافت کے طریقہ انتخاب سے جو فرق سامنے آیا وہ یہ ہے کہ جمہوریت میں سر گنے جاتے ہیں اعلیٰ وادنیٰ، عالم وجاہل، نیک و بد سب یکساں ہیں۔ خلافت میں گنا نہیں جاتا ہے تولا جاتا۔ ایک کلمہ گو مسلمان ہونے کے ناطے مالک حقیقی کے فرمان پر نظر ڈال لیں۔

عالم اور جاہل برابر نہیں ہو:

☆..... **قل هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون** (الزمر۔۹)

ترجمہ: تم فرماؤ! کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

☆..... **قل لا يستوى الاعمىٰ و البصير افلا تتفكرون** (الانعام۔۵۰)

ترجمہ: تم فرماؤ! کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور دیکھنے والے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

☆..... **هل تستوى الظلمات والنور** (الرعد۔۱۶)

ترجمہ: کیا برابر ہو جائیں گے اندھیرے اور اجالے۔

☆..... **قل لا يستوى الخبيث والطيب** (المائدہ۔۱۰۰)

ترجمہ: تم فرماؤ! کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

☆..... **ولا تستوى الحسنة ولا السيئة** (فصلت۔۳۴)

ترجمہ: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گے۔

☆..... **وما يستوى الاعمىٰ ولا البصير والذين امنوا و عملوا الصلحت ولا المسئ** (المؤمن:۵۸)

ترجمہ: اور اندھا اور بینا برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بدکار۔

☆..... **لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة** (الحشر۔۲۰)

ترجمہ: دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔

﴿امیدوار کے لئے معیار﴾

جمہوریت: میدوار کے لئے کوئی معیار نہیں ہے۔ تعلیمی اہلیت وصالحیت کی کوئی شرط نہیں ہے۔ جس کے نتیجہ میں پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، نیک ہو یا بد، مرد ہو یا عورت ہر ایک اپنے اثر ورسوخ اور روپے پیسے کے زور پر اسمبلی میں پہنچ کر قانون ساز اتھارٹی کا ممبر بن جاتا ہے۔ اسی طرح وزارت اور وزارت عظمیٰ کے لئے بھی حقدار ہوتا ہے۔

خلافت: امامت وخلافت کے لئے سات شرطیں معتبر ہیں

(۱) العدالة علیٰ شروطها الجامعة۔ (عدالت انہی جامعہ شرائط کے ساتھ) یعنی مسلمان ہو، فرائض وواجبات پر ہمیشہ عمل کرتا ہو، سنن و مستحبات پر بکثرت عمل کرتا ہو اور محرمات ومکروہات تحریمہ سے دائما اجتناب کرتا ہو اور مکروہات تنزیہی سے بکثرت بچتا ہو۔

(۲) العلم المؤدی الی الاجتهاد فی النوازل ولاحکام۔ (اس قدر علم رکھتا ہو جس سے وہ پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے اجتہاد کرسکتا ہو۔

(۳) سلامة الحواس من السمع و البصر واللسان الیصح معها مباشرة ما یدرک بها۔ (اس کے حواس سلامت ہوں یعنی سماعت، بصارت اور گویائی پوری طرح کام کرتی ہو۔

(۴) سلامة الاعضاء من نقص یمنع عن استیفاء الحرکة و سرعة النحوض (اس کے اعضاء سلامت ہوں تا کہ وہ بخوبی کام کرسکیں۔

(۵) الرای المفیض الیٰ سیاسة الرعیه و تدبیر المصالح (وہ صاحب رائے ہو جس سے وہ ملک کے داخلی وخارجی مسائل کو سلجھا سکے۔

(۶) الشجاعة و النجدة المؤدیة الیٰ حمایة البیضة و جهاد العدو (وہ شجاع اور بہادر ہوتا کہ ملک بیضاء کی حفاظت کرسکے اور دشمن سے دلیری سے لڑسکے۔

(۷) النسب وهو ان یکون من قریش لورود فیه وانعقاد الاجماع علیه (وہ شخص نسبتاً قریشی ہوتا کہ بکثرت احادیث میں اس کی تصریح ہے اور مسلمان کا اس پر اجماع ہو) (الاحکام السلطانیہ)

تقابل:

جمہوریت: ہر شخص اقتدار کی طمع اور لالچ میں مال ودولت خرچ کرتا ہے اور عہدہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔

خلافت: کوئی شخص اپنے آپ کو عہدے کے حصول کے لئے پیش نہیں کرتا بلکہ اس کو منتخب کیا جاتا ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے

انا لا قول من حرص (متفق علیہ) ترجمہ: جو شخص عہدہ کی حرص رکھے ہم اسے منتخب نہیں کرتے۔

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم یا عبد الرحمٰن لا تسئال الامارة فانک ان اعطیتها عن مسالة و کلت الیها و ان اعطیتها عن غیر مسالة اعنت علیها (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے عبدالرحمٰن امارت کا سوال نہ کر اگر مانگنے پر تجھ کو امارت دی جائے تو تجھے اس کے سپرد کردیا

جائے گا۔اور اگر بغیر سوال کے تجھے امارت دی جائے تو اس پر تیری مدد کی جائے گی۔

جمہوریت: قانون سازی کثرت رائے سے، جس رائے کے حق میں کثرت ہو جائے وہ قانون بن کر نافذ ہو جائے گا خواہ وہ خلاف شرع ہو۔کیونکہ جمہوریت کا بنیادی مقصد عوام کی حاکمیت کا قیام ہے۔

خلافت: قانون سازی کثرت رائے سے نہیں بلکہ قرآن وسنت کے تابع رہ کر قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان:

یا ایھالذین امنو اطیعو اللہ و اطیعو الرسول (محمد۔۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

یا ایھالذین امنو لا تقدموا بین یدی اللہ و رسول (الحجرات۔۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو کثرت رائے کا اعتبار نہیں بلکہ قرآن وسنت کا اعتبار کیا جائے گا۔اس کی طرف بھی رہنمائی اللہ تعالیٰ کا قرآن کر رہا ہے۔ **فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و رسولہ ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الآخر۔(النساء۔۹)**

ترجمہ: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو خود ارشاد فرمایا اور خلیفہ کی حیثیت کو واضح کیا نیز خلافت کے مزاج کو بیان فرمایا:

یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ (ص۔۲۶)

ترجمہ: اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

خلیفہ کی حیثیت نائب، قائم مقام۔ نبی ہو کر اللہ تعالیٰ کا اور غیر نبی ہو کر نبی کے خلیفہ کا کام عدل وانصاف کو قائم کرنا اور نفسانی خواہشات کو پس وپشت ڈالنا۔رعایا کے ساتھ ساتھ اپنا اور اپنے عملے کا احتساب کرتے رہنا۔کسی لمحے اپنے آپ کو قانون اور آئین سے ماوراء نہ جاننا، یہ خلافت ہے۔علامہ اقبال کے کلام پر اپنے مضمون کو سمیٹ رہا ہوں

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی کے پھندے
یہاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

مسائل دینیہ

محقق دوراں جناب حضرت مفتی علامہ حافظ محمد نصر اللہ صاحب آسوی مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رافضیوں کا حکم: السلام علیکم: رافضیوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا کیا فتویٰ ہے؟ کیا دیوبند کافر ہیں؟ اور کیا بخاری میں حضرت عبداللہ کے بارے میں یہ واقعہ موجود ہے کہ انہوں نے غصہ سے سورج کو دیکھا تو سورج بے نور ہو گیا پھر نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت عبداللہ نے سورج کو دوبارہ روشن ہونے کو کہا تو وہ روشن ہو گیا۔ (حافظ ذیشان تلہ گنگ)

شیعوں اور دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں کے متعلق کیا حکم ہے کیا اعلیٰحضرت نے ان کو کافر کہا ہے اور ان کے پیچھے کا نماز کا کیا حکم ہے اور خمینی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ محمد ارسلان اشتیاق ۔ (سٹوڈنٹ گورنمنٹ مرے کالج سیالکوٹ)

جواب: حافظ صاحب ایسا کوئی واقعہ بخاری شریف میں تو کیا کسی بھی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں آپ نے اچھا کیا پوچھ لیا آج کل بے علم لوگ اس طرح کی باتیں بہت پھیلا رہے ہیں بالخصوص میسج کے ذریعہ لہذا کوئی میسج حوالہ کے بغیر آگے فارورڈ نہ کیا جائے۔ بلکہ اگر کسی باحوالہ چیز کے بارے میں شک ہو تو اپنے علاقہ کے علماء سے تحقیق کروانی چاہئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود اس سے ہی حوالہ طلب کیا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس وہ روایات لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادوں نے جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ (مسلم مقدمہ حدیث ۷) مشکوۃ کتاب الایمان حدیث ۱۵۴)

رافضیوں کے بارے میں حکم: شیعوں کے بارے میں غوث وقت سید پیر مہر علی شاہ کا فتویٰ

جس شخص یا فرقہ میں یہ (شیعوں والے اوصاف ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے شخص یا گمراہ فرقہ سے خلط ملط ہونا اور راہ و رسم رکھنا منع ہے شیخین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے والا جمہور المسلمین کے نزدیک کافر ہے ایسے اشخاص سے برتاؤ کرنا اور اتحاد رکھنا بالکل ممنوع ہے۔ (آفتاب ہدایت ص ۱۰۵)

ایک پروفیسر کہہ رہا تھا کہ اسلام شیعہ اور سنی دونوں کے ملانے سے مکمل ہوتا ہے اور جو ملاں ملواتا ان کو دو کرے اسے دو کر دو۔ میں اس پروفیسر کو شیعہ کہوں یا سنی؟ جو کافروں کو مسلمان کہہ کر ان سے اتحاد کی بات کرتا ہے جب کہ اللہ کے ولیوں کا عقیدہ یہ ہے کیا ہم پروفیسر کی اندھی تقلید میں اندھے ہو کر غوث وقت سید پیر مہر علی شاہ کو یا اعلیٰحضرت کو یا مجدد الف ثانی کو دو کر دیں یا حضور غوث پاک کو دو کر دیں (نعوذ باللہ) پروفیسر ایک گستاخانہ کلمہ زبان سے نکالنے سے پہلے ہزار بار سوچیں کہ اس فتویٰ کی زد میں کون کونسی مقدس ہستیاں آ رہی ہیں۔

حضور غوث پاک فرماتے ہیں: شیعوں کے تمام گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام تعین اللہ کے واضح حکم سے ہوتا ہے، وہ معصوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی کو خلیفہ نہ ماننے کی وجہ سے چند ایک کے سوا تمام صحابہ مرتد ہو گئے۔ (غنیۃ الطالبین ۱۵۶-۱۶۲)

قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں۔
جو شخص ایسی بات کہے جس سے امت گمراہ قرار پائے اور صحابہ کرام کی تکفیر ہو ہم اسے قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے۔ (کتاب الشفاء ج ۲ ص ۲۸۶)

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: جو لوگ کلمہ پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ان کو کافر کہا ہے لیغیظ بھم الکفار (مکتوب ۵۴ جلد اول ص ۷۱) صحابہ پر طعن کرنا در حقیقت پیغمبر پر طعن کرنا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی توقیر کی وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہی کب ہے۔ (مکتوبات ۱۵۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: میں نے روحانی طور پر نبی کریم ﷺ سے شیعہ فرقہ کے متعلق پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعوی کرتے ہیں اور آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے۔ اور ان کے مسلک کا بطلان امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور امامت پر معمولی غور و فکر سے کھل جاتا ہے۔ اس کیفیت سے واپسی پر میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ امام کو معصوم مانتے ہیں اور اس کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے القاء کا نام ہے اسے امام کے لئے اجتہاد، الہام یا خطا سے محفوظ ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالی لوگوں کے لئے خود مقرر کرتا ہے تا کہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔ حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اس کے فرائض وخصائص ہیں۔ نبی کی تعریف یہ ہے اللہ تعالی نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجتا ہے یعنی نبی کو اللہ تعالی مقرر کرتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لئے نبوت ثابت کرتے ہیں۔ (الانتباہ فی سلاسل الاولیاء اردو ص ۱۳۱)

شاہ ولی محدث دھلوی فرماتے ہیں: جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن نبوت کی جو حقیقت ہے یعنی کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مبعوث ہونا اس کی اطاعت فرض ہونا اور اس کا معصوم ہونا، یہ سب ہمارے اماموں کو حاصل ہے۔ تو یہ عقیدہ رکھنے والے زندیق ہیں اور جمہور متاخرین حنفیہ وشافعیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واجب القتل ہیں۔ (مسوی شرح موطا ج ۲ ص ۹۱)

اب پروفیسر صاحب بتائیں جو واجب القتل ہیں ان کے ساتھ اتحاد ہو سکتا ہے؟۔

فتویٰ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں: اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں (صحابہ کو گالی دینے والے) کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے۔ کہ وہ علی العموم کافر مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہیں ہوگا محض زنا ہوگا اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگر چہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعا ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی، کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں رافضی اپنے کسی قریبی حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا، سُنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنی بنیں۔

بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول : قرآن عظیم ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ سورتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ کرام یا اہل سنت نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحتہً قرآن عظیم کی تکفیر کرتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور بیشک یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں﴾ (سورہ الحجر:۹)

کفر دوم : ان کا ہر متنفس سیدنا علی و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔ (ردالرفضہ ص:۹-۱۲) شرح مسلم سعیدی ج۶ ص 1229-1224)

﴿سبِّ صحابہ پر مشتمل شیعہ علماء کی چند عبارات﴾

مفتی اشرف صاحب کہتے ہیں کہ خمینی ایک یونیورسٹی میں خطاب کے لئے گیا تو طلباء نے اس سے پوچھا کہ ہم کس کی کتابیں پڑھیں تو اس نے کہا ملا باقر مجلسی کی پڑھیں اب ذرا اس کی بکواس اور کفریات پڑھیں جس سے خمینی کی خباثت کا بھی پتہ چلے گا

نقل کفر کفر نباشد

ملاں باقر مجلسی لکھتا ہے: حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے اور دوسرے دروازے سے بنوامیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔ (حق الیقین ۵۰۰ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ)

براءت میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر عمر عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ ہند اور ام الحکم سے اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے اور یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ رسول اور ائمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔ (حق الیقین ملاں باقر مجلسی ۵۱۹ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ)

حضرت علی بن حسین کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے مجھے ابوبکر اور عمر کے متعلق بتایئے؟ آپ نے فرمایا وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ (حق الیقین ۵۲۲ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران ۱۳۵۷ھ)

عیاش نے سند معتبر کے ساتھ حضرت امام باقر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے علی بن ابی طالب مقداد سلمان اور ابوذر۔ (حیات القلوب ملاں باقر مجلسی جلد ۲ ص ۶۲۷ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ایران)

صحابہ کرام کو گالی دینے والے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

امام ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: روافض کا حکم یہ ہے کہ (من فضل عليا على الثلاثة فمبتدع وان انكر خلافة الصديق او عمر فهو كافر ﴾ جو حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (فتح القدیر ج ا ص ۳۰۴)

ملا نظام لکھتے ہیں: (الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر ﴾ رافضی اگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

کوسب کرے (گالیاں نکالے) اوران پرلعنت کرے العیاذ باللہ تو وہ کافر ہے۔ (فتاوی عالمگیری ج ۱ص ۲۶۴)

صحابہ کرام کوگالی دینے والا کافر ہے اوراسے کوڑے مارے جائیں:

قَال علیه السلام : مَنْ سَبَّ أَصْحَابِی فَقَدْ كَفَرَ وَ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِی فَاجْلِدُوْهُ ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابی کوگالی دی وہ کافر ہے اور جو میرے صحابی کوگالی دے اسے کوڑے مارے جائیں۔

(جامع الاخبار از شیخ صدوق شیعہ مجتہد ص:۱۸۳)(تاریخ الخلفاء)

صحابہ کرام کوگالی دینے والا ملعون ہے:

إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِی فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى شَرِّكُمْ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ترمذی حدیث ۳۸۶۱ کتاب المناقب باب فی فضل من بایع تحت الشجرۃ،مشکوۃ حدیث ۶۰۱ کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ)

خمینی کے کفریات: خمینی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کافر لکھا (کشف الاسرار ص ۱۱۹)

آج کی ایرانی قوم اوراس کی کروڑوں کی آبادی حضور ﷺ حضرت علی اور صحابہ کرام کے دور سے افضل ہے۔ خمینی کے آخری وصیت نامہ کا آخری صفحہ (صحیفہ انقلاب) ہمارے مذہب کی ضروریات یعنی بنیادی عقائد میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ مقام ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اورکوئی نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔ (الحکومت الاسلامیہ از خمینی ص ۵۲-۷۹) ان کی اتباع کرنا واجب ہے۔ الحکومت الاسلامیہ از خمینی ص ۳۸)

ابوبکر وعمر دل سے ایمان نہیں لائے تھے انہوں نے خود کو حکمرانی کی لالچ میں پیغمبر علیہ السلام کے دین کے ساتھ چپکا رکھا تھا۔ (کشف الاسرار از خمینی ص ۱۱۲)

شیخین (ابوبکر وعمر) قرآن کے واضح احکام کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ (کشف الاسرار از خمینی ص ۱۱۵)

ہم ایسے خدا کو پوجتے اور جانتے ہیں کہ جس کے کام عقل کے مطابق ہوں نہ کہ اس خدا کو جو یزید، معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں اور بدقماشوں کو حکومت دے دے۔ (کشف الاسرار از خمینی ص ۱۰۷) خمینی نے خدا کا انکار کردیا خدا کا منکر کافر ہے۔

کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے اہل سنت ہونا ضروری ہے:

اگر کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دی ہو اوراسے کہا جائے کہ مسلمان ہونے کے بعد تجھے قمیص اتار کر اپنا سینہ پیٹنا پڑے گا، بلیڈ مارنا پڑیں گے اور ماتم کرنا پڑے گا ورنہ تم منافق ہو تو وہ شخص یقیناً اس قسم کا اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ یہودیوں سے پوچھو تمہارے نبی کی امت میں بہترین لوگ کون تھے؟ تو وہ کہیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی، عیسائیوں سے پوچھو تمہارے نبی کی امت میں بہترین لوگ کون تھے؟ تو وہ کہیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی (حواری)۔ مگر شیعہ سے پوچھو تمہارے نبی کی امت میں بدترین لوگ کون تھے وہ کہے گا ہمارے نبی کے صحابی۔ اب ایسے اسلام کو کون قبول کرے گا۔

اگر کسی غیر مسلم سے کہا جائے کہ مسلمان ہو جاؤ اور مسلمان ہونے کے بعد تم پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے صحابہ پر تبرا کرو تو وہ حواریوں کا احترام سکھانے والا مذہب چھوڑ کر صحابہ کو گالیاں دینے کا مذہب ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شیعہ کسی غیر مسلم کو دعوت اسلام دے تو وہ اس سے سوال کرے بتاؤ آپ تک اسلام کیسے پہنچا دو ہی ذریعے ہیں قرآن اور صحابہ نہ تم قرآن کو مانتے ہو اور نہ صحابہ کو پہلے تم اپنا اسلام ثابت کرو پھر ہمیں

اسلام کی دعوت دینا ہم کس چیز پر ایمان لائیں اس قرآن پر جس کے متعلق تمہارا عقیدہ ہے کہ یہ قرآن کامل نہیں ناقص ہے۔ تو شیعوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا اگر کسی کافر کو کوئی دعوت اسلام دے سکتا ہے تو وہ صرف سنی ہے۔

دیوبندیوں کا حکم:

سوال: کیا دیوبند کافر ہیں ؟ (ذیشان تلہ گنگ اور محمد ارسلان سیالکوٹ)

جواب: غزالی زماں حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگرسی، نیچری ہو یا ندوی، اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی، یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہوگئے، ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے، چہ جائیکہ تمام لیگی اور ندوی کافر ہوں، ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنووالے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ محبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی، نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس، ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی، ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں، ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا، نہ لیگی نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

عرب وعجم کے علماء اہل سنت نے جو علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر تکفیر فرمائی، اگر آپ سچ پوچھیں تو مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی وہ تکفیر حق ہے اور علماء دیوبند اچھی طرح جانتے ہیں کہ عبارات میں کفر صریح موجود ہے لیکن محض اس لئے کہ وہ ان کے اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی عبارات ہی، تکفیر نہیں کرتے۔ (الحق المبین ص ۲۵-۲۶)

مولوی کوثر نیازی دیوبندی وزیر مذہبی امور لکھتے ہیں: میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم ادریس کاندھلوی سے لیا ہے، کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آ جاتا تو فرماتے،، مولوی صاحب! مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو انہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی،، اللہ تعالی فرمائے گا۔،، احمد رضا! تمہیں ہمارے رسول ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتوی لگا دیا، جاؤ اس ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی،، اسی طرح کا ایک واقعہ مفتی شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا: جب مولانا احمد رضا کا وصال ہوا تو اشرف علی تھانوی کو کسی نے آ کر اطلاع دی تو اشرف علی تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو آپ کو عمر بھر کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں، فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتوی نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے،، (روزنامہ جنگ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں: بعض علماء دیوبند کو احمد رضا خاں بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں جانتے، چوپائے، مجانین کے علم کو آپ ﷺ کے علم کے برابر کہتے ہیں، شیطان کے علم کو آپ ﷺ کے علم سے زائد کہتے ہیں لہذا وہ کافر ہیں، تمام علمائے

دیوبند فرماتے ہیں کہ جناب احمد رضا خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں......(اشد العذاب ص۱۲-۱۳)

اس سے پتہ چلا کہ دیوبندی بھی آپ کے فتویٰ کو برحق سمجھتے تھے جن پر فتویٰ لگا انہوں نے تو تسلیم کرلیا حالانکہ وہ بہت بڑے عالم تھے تو دوسرے لوگوں کو بھی تسلیم کرلینا چاہیئے۔ دوسرا یہ پتہ چلا کہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ کافر و مشرک نہیں تھے اسی لئے ان کے لئے دعا کی ورنہ مشرک کے لئے دعا کرنا جائز نہیں اگر آپ کا فتویٰ غلط ہوتا تو آپ مسلمان نہ رہتے۔ تو اس میں دیوبندیوں کے لئے سبق ہے کہ وہ بریلوی حضرات کو مشرک نہ کہیں صحیح العقیدہ مسلمان سمجھ کر ان کے عقائد بھی اپنائیں اور ان کے حق میں دعائے خیر بھی کریں۔

امام اہل سنت نے ایسے ہی جذبات میں آکر فتویٰ نہیں دے دیا بلکہ علماء دیوبند سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان عبارات کو صحیح مجمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلمزد کردیجئے اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے، آخر جب علمائے دیوبند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰحضرت نے ,,تحذیر الناس،، کی تصنیف کے ۳۰ سال بعد،، براہین قاطعہ،، کے اشاعت کے قریبا ۱۶ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریبا ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں المعتقد کے حاشیہ ,,المعتمد المستند،، میں مرزائے قادیانی، اشرف علی تھانوی، خلیل انبیٹھوی، قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کے بارے میں ان عبارات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا۔ جبکہ اعلیٰحضرت نے یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بنا پر نہیں دیا تھا بلکہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا تھا۔

مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند اس فتوے کے متعلق رقمطراز ہیں ,,اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خاں صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب ص ۱۴)

پھر ۱۳۲۳ھ میں امام احمد رضا نے ان کی گستاخانہ عبارتیں اور فتویٰ لکھ کر علمائے عرب کو پیش کیا تو حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر اور نامور علمائے نے ان عبارات کو بارگاہ نبوت کے منافی اور ان کے قائلین کو گستاخ قرار دیتے ہوئے مصدقہ تحریں لکھیں یہ تمام تحریریں ۱۳۲۴ھ میں ,,حسام الحرمین،، کے نام سے شائع ہوئی اسی طرح برصغیر کے اڑھائی سو علماء نے ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیتے ہوئے اپنے دستخطوں اور مہروں سے مزین تصدیق ملت اسلامیہ کے سامنے پیش کی۔ (دعوت فکر مولانا محمد منشا تابش قصوری ص ۱۶)

دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے پیچھے نماز کا حکم: تو ایسے علماء کے پیچھے نہ نماز پڑھنا جائز ہے نہ ان کی تقریر سننا جائز ہے اگر اس فتوی سے قطع نظر بھی کرلیں تو ہم ایک اور انداز سے ان کا جائزہ لیتے ہیں یہ مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اور حدیث پاک میں ہے جو کسی مسلمان کو مشرک کہے گا وہ خود مشرک ہو جائے گا (مسند ابو یعلی، سلسلہ احادیث الصحیحہ البانی حدیث ۳۲۰۱) تو ہم سنی مسلمان ہیں اسی لئے یہ ہمارا نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب میں شرکت کرتے ہیں اور اگر مسلمان نہ سمجھتے تو جنازہ نہ پڑھتے اور اگر جنازہ پڑھنا ہے تو مشرک نہ کہیں لیکن یہ مشرک بھی کہتے ہیں تو حدیث کے مطابق مسلمان کو مشرک کہہ کر جب یہ خود مشرک ہوگئے تو ان کی اپنی نماز نہیں ہوتی ہمارے ان کے پیچھے کیسے ہوگی؟ اور ان کی تقریر سننے میں بھی ایمان کو خطرہ ہے ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ میں ہر ایک کی تقریر سن لیتا ہوں میں ذاکر نائک کو اور طارق جمیل کو بھی سن لیتا ہوں تو اس کی اطلاع کے لئے دو واقعات پیش کر رہا ہوں۔

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی بدعقیدوں سے نفرت: مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے لکھتے ہیں. فیصل آباد کے متصل ایک چک ہے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ وہاں ایک صاحب حیثیت زمیندار تھے جو حضرت امیر ملت کے مرید تھے حضرت

امیر ملت ہر سال وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا جس میں علماء اہل سنت کے بیانات ہوتے۔ایک سال میں اور مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی دونوں وہاں پہنچے۔حضرت امیر ملت تشریف لا چکے تھے۔کھانے کا وقت ہوا۔تو وسیع دستر خوان پر حاضرین کھانے کو بیٹھے۔حضرت امیر ملت کے ہاتھ دھلانے کو طشت رکھا گیا۔اور صاحب خانہ چوہدری صاحب نے خود پانی بھرا لوٹا لے کر حضرت کے ہاتھ دھلانے چاہے۔جس وقت وہ قریب پہنچے۔اور حضرت نے آنکھ اٹھا کر چوہدری کو دیکھا۔تو جلال میں آ گئے۔اور چوہدری صاحب کو ایک زوردار چانٹا مار دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا:,,جماعت علی سید ہے جولاہا نہیں ہے،،تم میرے ہاتھ میں ہاتھ بھی دو اور دیوبندی مولوی کا درس بھی سنو،،بات یہ ہوئی تھی کہ فیصل آباد میں ایک دیوبندی مولوی کے درس میں چوہدری صاحب جانے لگے تھے۔اور یہ بات کسی نے حضرت امیر ملت تک پہنچادی تھی۔حضرت کو اسی بات کا رنج تھا۔جو انہوں نے چانٹا مار کر ظاہر فرمادیا۔چوہدری صاحب چانٹا کھا کر دم بخود کھڑے تھے۔کچھ بول نہ سکے۔مولانا محمد یوسف صاحب نے ان کی دل جوئی کو مزاحیہ انداز میں فرمایا:چوہدری صاحب!جسے پیر کا چانٹا پڑ جائے وہ جنت میں پہنچا سمجھئے۔میں نے دیکھا چوہدری صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اور یہ اشک ندامت کے تھے۔اب مولانا یوسف صاحب حضرت امیر ملت سے سفارش کرنے لگے۔کہ حضرت چوہدری صاحب سے لغزش ہوگئی ہے۔انہیں معافی دی جائے۔اور ساتھ ہی چوہدری صاحب کو اشارہ کیا کہ معافی مانگئے۔چوہدری صاحب نے روتے ہوئے حضرت کے قدم پکڑ لئے۔بخدا وہ منظر اب تک یاد ہے چوہدری صاحب بادیدۂ نم قدموں میں ہیں۔اور حضرت امیر ملت کے نورانی چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔اور اسی ہاتھ سے جس سے چانٹا مارا تھا۔انہیں پیار سے تھپکنے لگے۔اور تاکید فرمانے لگے کہ آئندہ کبھی کسی بدعقیدہ کے درس میں شرکت نہ کرنا چوہدری صاحب نے وعدہ کیا اور آپ نے اجازت دی کہ لو اب میرے ہاتھ دھلاؤ اور کھانا کھلاؤ۔

سبق: مٹی کے تیل کے پیپے سے نکلا ہوا خالص دودھ بھی پینے کے قابل نہیں رہتا۔اس دودھ میں بھی بو پیدا ہو جاتی ہے۔خالص دودھ کے لئے برتن بھی صاف ستھرا چاہئے قرآن پاک بھی ایسے منہ سے سننا چاہئے جو صاف ستھرا اور مؤدب ہو۔جو گستاخی اور بے ادبی کے بدبودار تیل سے آلودہ ہو۔اس منہ سے نکلا ہو قرآن بھی قابل سماعت نہیں رہتا۔کہ اس میں گستاخی اور بے ادبی کی تفسیر کی ملاوٹ ہوتی ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ سچا پیر وہی ہے جو اپنے مریدوں کے ایمان کی بھی حفاظت کرے اور انہیں بدعقیدگی اور بدعقیدہ افراد سے بچانے کی تلقین و تاکید کرے۔اور ایسے برائے نام پیر جو نماز روزہ کے خلاف بکتے پھریں۔یا جو بدمذہبوں کی بھی تعریف کریں۔اور یوں کہیں کہ ہم کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ہمارے لئے سب اچھے ہیں۔شیطان کے نمائندے ہیں۔ان سے بچنا چاہئے۔(سنی علماء کی حکایت ص۳۱)

بدعقیدہ کا درس قرآن و حدیث بھی سننا جائز نہیں:

عَنْ أسمَاءَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ : دَخَلَ رَجُلانِ مِنْ أَصْحَابِ الأَهْوَاءِ عَلَى ابْنِ سِيْرِيْنَ فَقَالا: يَا أَبَا بَكْرٍ نُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ قَالَ : لا قَالا: فَنَقْرَأُ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ قَالَ: لا، لِتَقُوْمَانِ عَنِّي اَوْ لَأَقُوْمَنَّ قَالَ: فَخَرَجَا، فَقَالَ بَعْضُ القومِ : يا أبابكر وَمَا كَانَ عَلَيْكَ أَنْ يَقْرَأَ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ الله قَالَ: إِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْرَأَ عَلَيَّ آيَةً مِنْ كِتَابِ الله فَيُحَرِّفَانِهَا فَيَقِرُّ ذَلِكَ في قَلْبِي ،

اسماء بن عبید بیان کرتے ہیں کہ بدمذہبوں میں سے دو شخص (امام بخاری و مسلم) کے استاد امام ابن سیرین کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر!ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں آپ نے کہا نہیں انہوں نے کہا پھر ہم آپ کے سامنے کتاب اللہ سے ایک آیت پڑھیں آپ نے کہا نہیں۔تم یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ ورنہ میں اٹھ جاؤنگا،سو وہ دونوں چلے گئے۔کسی نے کہا اے ابوبکر!اگر وہ آپ کو قرآن مجید کی

ایک آیت سنا دیتے تو کیا حرج تھا؟ آپ نے کہا نہیں مجھے یہ خوف تھا کہ وہ میرے سامنے ایک آیت پڑھیں گے، پھر اس میں معنوی تحریف کرینگے، کہیں ان کی بیان کردہ باطل تاویل میرے دل میں بیٹھ نہ جائے۔(سنن دارمی حدیث-۳۹۹ تبیان القرآن سعیدی-۳/۵۳۵)

حضرات کہاں وہ امام وقت عظیم محدث جو علم وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے تعبیر الرؤیا کے امام اور امام بخاری اور مسلم کے استاد تھے بد مذہبوں سے اس قدر نفرت اور پرہیز اور کہاں آج کل کے نام نہاد مجتہد ماڈرن مولوی گستاخان رسول اور گستاخ صحابہ واہل بیت کو منبر رسول پر بٹھا کر اُن سے تقریریں سنتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں اور ان کے امام باڑوں میں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کو منبر پر بٹھانا ہی منبر کی توہین ہے۔

اور اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو جاہل ہونے کے باوجود ہر محفل میں چلے جاتے ہیں اور جب ان کا ایمان اور عقیدہ برباد ہوتا ہے تو پتہ بھی نہیں چلتا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دور شو از اختلاط یارِ بد یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند یار بد بر جان و بر ایماں زند

بد مذہب دوست کے میل جول سے دُور رہ کہ بد مذہب دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہے ☆ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے لیکن بد مذہب جان وایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔

رواَشِدَّ اوعلی الکفار باش خاک بر دلداری اغیار باش

دشمنِ دین نبی را خار دار بر سر منبر منہ بر دار دار

اے راہ حق پہ چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت رہ اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال دے

نبی پاک ﷺ کے دین کے دشمن کو کانٹا سمجھو اور اُسے منبر پر جگہ مت دو بلکہ پھانسی دے دو۔

امام اہل سنت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب تک خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اُس وقت تک خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔(مکتوب نمبر ۲۶۶ ج ۱/۳۲۵)

میری نظر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت وعداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔ (مکتوب نمبر ۲۶۶ ج ۱/۳۲۶)

اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں

دعوی بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری

بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی

اُن سے عشق اُن کے عدو سے ہو عداوت تیری

داڑھی کی اہمیت: (س) السلام علیکم حافظ صاحب! کچھ دن پہلے نیوز پیپر پر کسی مصر کے مفتی کا فتویٰ آیا کہ داڑھی ہو یا نہ ہو کوئی ضروری نہیں کئی دوستوں نے وضاحت چاہی ہے۔ آپ آئندہ رسالہ میں تسلی بخش جواب دیجئے کہ داڑھی ایک مٹھی ہی ہونا چاہئے ایسے مفتی کی کلاس بھی لیں شکریہ

التحقیقہ کو اللہ اور ترقیاں عطا کرے اور آپ جیسے علماء حق کی اور ہمارے اجتماعات ومحفلوں کی حفاظت فرمائے اور دہشت گردوں کو تباہ وبرباد کرے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(اہل شاہدرہ لاہور شہزاد عطاری، راشد آسوی، ڈاکٹر خالد، کامران عطاری اور مولانا حافظ ناصر۔)

جواب: مصر کی بات چھوڑیں یہاں پاکستان میں کئی اہل علم اس کو سنت مؤکدہ ماننے کے لئے تیار نہیں اور کچھ سنت مان کر اس کی مقدار پر بحث کرتے ہیں جیسا کہ مودودی اور اس کی اتباع میں طاہر القادری اور علامہ غلام رسول سعیدی وغیرہ اللہ ان کو ہدایت عطا فرمائے اور انہیں منشائے رسول سمجھنے کی توفیق دے ان میں سے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب بڑے قابل آدمی ہیں لیکن بڑوں کو بھی غلطی لگ جاتی ہے اور پھر وہ رجوع کرنے میں عار نہیں سمجھتے ہیں کئی مسائل میں وہ رجوع کر چکے ہیں کوئی پتہ نہیں کب اس سے رجوع کر لیں رہا معاملہ طاہر القادری صاحب کا تو انہیں کوئی بات کہنا ہی فضول ہے وہ اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے ہیں اور کسی مسئلہ رجوع کرنا ان کی شان کے خلاف ہے۔ ان تینوں حضرات کی شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد علی صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور نے اپنی کتاب ,,منکرین وجوب اللحیہ کا شرعی محاسبہ،، میں خوب خبر لی ہے اور ان کی ہر دلیل کا منہ توڑ جواب دیا ہے اللہ ان کی قبر پر کڑوڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور جید علماء کرام نے ان کی کتاب پر تقریظیں لکھیں ہیں۔ اگر ہو سکے تو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ (ناشر مکتبہ نوریہ حسینیہ بلال گنج لاہور۔)

حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور لکھتے ہیں: شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد علی صاحب نے داڑھی کے مسئلہ پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے اور داڑھی کے واجب ہونے پر دس دلیلیں بیان کی ہیں جن سے مجموعی طور پر داڑھی کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کیا ہے کہ داڑھی کی مقدار ایک مشت ہے یہ ان کے تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس موضوع پر انہوں نے مودودی کی تحریر اور طاہر القادری صاحب کی تقریر پر عالمانہ اور محققانہ گرفت کی ہے اور شارح مسلم غلام رسول سعیدی کے موقف اور ان کے دلائل کا بھی تنقیدی جائزہ لیا ہے اور فاضل مصنف نے دونوں پہلوؤں کا نظر غائر سے مطالعہ کر کے ایک موقف اختیار کیا ہے اور اسے پوری علمی قوت سے ثابت کیا ہے جس کی میں بھی تائید کرتا ہوں۔ اللہ تعالی انہیں دونوں جہاں میں اجر جمیل عطاء فرمائے۔ بحر العلوم استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد فرماتے ہیں۔

علامہ الحاج محمد علی صاحب کا سنت عملیہ متواترہ یعنی داڑھی شریف کے وجوب کے منکرین کا بھرپور تحقیقی محاسبہ کیا۔ کچھ عرصہ سے داڑھی کے قبضہ برابر رکھنے کے وجوب کے خلاف بعض مفکرین نے اس سنت کو ضائع کرنے کی تحریری سعی نا مسعود کی۔ اور خصوصا نوجوان طبقے کو خوش کرنے اور ان سے داد تحسین حاصل کرنے کے لئے اپنی تبحر علمی جتانے کی کوشش کی۔ علامہ موصوف نے ان کا بھرپور انداز سے محاسبہ کیا اور دندان شکن براہین سے تنقیدی جائزہ لیا اور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد عالی پر عمل کیا ,,جب میری کوئی سنت ضائع ہو رہی ہو تو جو اس کو زندہ کرے گا وہ سو شہید کا ثواب پائے گا۔ (مشکوۃ) ان کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے۔ (مذکورہ کتاب ص ۵)

بڑے بڑے جید علماء کرام مفتیان عظام اور محدثین نے داڑھی سنت مؤکدہ قریب الواجب قرار دیا ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داڑھی سنت متواترہ ہے اور اس کی سنیت قطعی الثبوت، ایسی سنت کی توہین وتحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۳۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:,,داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک بڑھانا واجب ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ...... دس چیزیں نبیوں کی سنت سے ہیں: مونچھیں کٹانا، داڑھی بڑھانا۔ مسواک، ناک میں پانی لینا، ناخن کاٹنا، پورے دھونا (پوروں سے مراد پوری انگلیاں ہیں) بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، استنجا کرنا (راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات میں بھول گیا) ممکن ہے کلی ہو۔(مسلم ۲۶۱ مشکوۃ کتاب الطہارۃ باب السواک حدیث 379) اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

فِطْرَت کا لغوی معنی ہے پیدائش مگر اصطلاح میں سنت انبیاء کو فطرت کہا جاتا ہے جس پر ہمارے حضور بھی عامل رہے۔داڑھی چار انگشت واجب اس سے قدرے زیادہ جائز ہے، بہت زیادہ مکروہ، چار انگشت سے کم کرنا سخت منع ہے اور منڈانا حرام نیز ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔(مراۃ ج ا ص ۲۶۹)

سعیدی صاحب سنت کا لفظ دیکھ کر غلطی لگ گئی کہتے ہیں جب حدیث میں نو چیزیں سنت ہیں تو داڑھی بھی سنت ہے۔تو عرض ہے سنت اور واجب کو جمع کیا جاسکتا ہے اور سنت کہہ کر اس سے واجب مراد لیا جاسکتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: ان میں بعض چیزیں واجب ہیں اور بعض سنت اور واجب اور غیر واجب کا ایک ساتھ ذکر ہوسکتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: جب وہ پھلدار ہوجائیں تو اس کے پھل کھاؤ اور اس کے کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔سورہ انعام ۱۴۱) اس آیت میں دو حکم ہیں پھل کھانا اور عشر ادا کرنا، پھل کھانا واجب نہیں اور عشر ادا کرنا واجب ہے۔اسی طرح اس حدیث میں بعض چیزیں سنت اور بعض واجب ہیں۔اگر داڑھی کو سنت ہی کہا جائے تو سنت مؤکدہ ہے نہ کہ غیر مؤکدہ ہے جس کے ترک پر بڑی سخت وعید ہے۔

بعض دفعہ واجب کو بھی سنت کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قربانی واجب ہے لیکن اسے سنت کہا گیا ہے پوچھا گیا یارسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں۔(ابن ماجہ 3127 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الاضحیہ 1476)

کل کو کوئی منکر سنت الفاظ کو دیکھ کر کہہ دے گا کہ قربانی سنت یا مستحب ہے کرلو تو ثواب نہ کرو تو گناہ نہیں۔

سنت مؤکدہ کو چھوڑنا گمراہی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرو جیسے کہ یہ پیچھے رہ جانیوالے گھر میں پڑھ لیتے ہیں تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔(مسلم 654 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الجماعۃ حدیث 1072) خیال رہے کہ جماعت واجب ہے اور اسے یہاں سنت فرمانا اس لئے ہے کہ سنت سے ثابت ہے۔(مراۃ ج ۲ ص ۱۶۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٌ: والتارك السنة چھ قسم کے لوگوں پر میں نے لعنت کی اور ان پر اللہ نے لعنت کی اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے۔پھر آپ نے ان میں سے تارک سنت کو بھی ذکر کیا۔(طبرانی فی الکبیر، ابن حبان فی صحیحہ والحاکم الترغیب الترہیب من ترک السنۃ 77)

تارک سنت پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے تو یہ کونسی سنت ہوسکتی ہے سنت غیر مؤکدہ پر ایسی شدید وعید نہیں ہے تو اس سے مراد سنت مؤکدہ کے ترک کا عادی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا يَرَى وَجْهِي ثَلَاثَةُ أَنْفُسٍ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ وَتَارِكُ سُنَّتِي وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ إِذَا ذُكِرْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ تین قسم کے لوگ میری زیارت سے محروم رہیں گے: والدین کا

نافرمان، سنت کا تارک اور جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (القول البدیع ص ۱۵۱، آب کوثر مفتی امین صاحب ص ۹۱)
سنت غیر مؤکدہ چھوڑنے والا دیدار سے محروم نہیں ہو سکتا تو اس سے مراد سنت مؤکدہ کے ترک کا عادی ہے

اہل سنت عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوں گے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی پریشانی دور کی (۲) دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا (۳) تیسرا وہ جس نے مجھ پر درود کی کثرت کی۔ (القول البدیع ص ۱۲۳، آب کوثر مفتی امین صاحب ص ۷۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي﴾ جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں۔ (بخاری 5063 مسلم 1401 مشکوٰۃ کتاب الایمان باب الاعتصام حدیث 145) اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: یعنی جو کسی سنت کو برا جانے وہ اسلام سے خارج ہے یا جو بلا عذر ترک سنت کا عادی ہو جائے وہ میرے پرہیزگاروں کی جماعت سے خارج ہے۔ (مراۃ ج ۱ ص ۱۵۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَ فِرُوا اللُّحَى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ﴾ مشرکوں کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھیوں کو وافر رکھو اور مونچھیں پست کرو۔ بخاری۔ بخاری کتاب اللباس 5892 ایک روایت میں وَاعْفُوا اللُّحٰی کے الفاظ ہیں۔

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اس کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث میں مشرکین سے مراد مجوس ہیں اس لئے کہ وہی داڑھی کترواتے یا مونڈتے تھے۔ امر وجوب کے لئے آتا ہے لہذا اس حدیث سے داڑھی کا بڑھانا واجب ہے حدیث کا اطلاق اس کا مقتضی ہے کہ داڑھی کتنی بڑی ہو جائے قطعاً نہ کاٹی جائے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جتنی زیادہ ہوتی اُسے کاٹ دیتے۔ (بخاری۔ بخاری کتاب اللباس 5892) اور اس پر محمول ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سن کر ہی اس پر عمل کیا ہے اس لئے وَاعْفُوا اللُّحٰی والی حدیث کی اس سے تخصیص درست ہے، تو حاصل یہ نکلا کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اسی لئے امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں فرمایا: ﴿اما الاخذ منها وهي دون ذلك فلم يبحه احد﴾ داڑھی اگر ایک مٹھی سے کم ہو تو اس کے کاٹنے کو کسی نے جائز نہیں کہا۔ (نزہۃ القاری ج ۵ ص ۵۴۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی ولا تَشَبَّهُوا بالیَهُود﴾ مونچھیں پست رکھو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی صورت نہ بناؤ۔ (شرح معانی الآثار کتاب الکراہیہ باب حلق الشارب) اس قسم کی درجنوں حدیثیں ہیں جن میں داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا گیا

مفتی اشرف القادری صاحب آف گجرات لکھتے ہیں: داڑھی حد شرعی یعنی مشت بھر تک بڑھانا واجب ہے۔ یہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتِ دائمہ ہے۔ داڑھی منڈانا یا ترشوا کر حد شرع سے کم کرنا ممنوع و حرام ہے۔ اس کا مرتکب حکم خدا اور رسول سے بیزار، ابلیس کے بہکاوے میں گرفتار بحکم حدیث موجب لعنت ہے۔ ابلیس جب مردودِ بارگاہِ الٰہی ہوا تو کہنے لگا ﴿میں ضرور بالضرور لوگوں کو گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں اور آرزوئیں دلاؤں گا۔ انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بالضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔ اور میں انہیں حکم دوں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔ (سورۃ النساء: ۱۹۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تخلیق خداوندی میں تبدیلی سے مراد چہرے کی صورت کو بدل

ڈالنایااس کی صفت کو۔(تفسیر مظہری)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: داڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کا سر منڈانا حرام ہے، ایسے ہی مردوں کو داڑھی منڈانا۔(تفسیر نور العرفان) کتب حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں دو غیر مسلم حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارانہ کیا اور فرمایا: تمہاری بربادی ہو، تمہیں کس نے یہ حکم دیا؟ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز لعین نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔(تاریخ الخمیس ج۲ص۳۵)

مسلمانوں جائے عبرت ہے بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے والے غیر مسلم تھے، ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، احکام شرع سے واسطہ نہ تھا، ان کے داڑھی منڈے چہروں کو آپ ﷺ نے دیکھنا بھی گوارانہ کیا، تو جو مسلمان حکم خدا اور رسول سے آگاہ ہونے کے باوجود داڑھی منڈائے یا تراش کر حد شرع سے کم کرادے، اس کا یہ فعل کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اذیت کا باعث ہوگا؟ ایسا نہ ہو قبر وحشر میں ایسوں سے حضور ﷺ رخ انور ہی پھیر لیں۔ جس سے رسول اللہ ﷺ رخ انور موڑ لیں، اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالفوا المشرکین احفوا الشوارب وو فرو اللحیۃ مسلمانو! مشرکوں کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھیں پست رکھو اور داڑھیوں کی مقدار وافر رکھو۔ بخاری کتاب اللباس **5892**

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احفُوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود مونچھیں پست رکھو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی صورت نہ بناؤ۔(شرح معانی الاثار کتاب الکراہیہ باب حلق الشارب) اس قسم کی درجنوں حدیثیں ہیں جن میں داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ کتب حدیث، کتب سیر اور کتب فقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بڑھانے سے مراد کم از کم مشت بھر بڑھانا ہے۔ خود سرکار دو عالم ﷺ داڑھی مبارک سینہ اقدس تک پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ قاضی عیاض فرماتے ہیں: ریش مبارک گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے تھی (الشفاء) جبکہ بعض صحابہ کرام مشت بھر سے زائد داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے درآں حالانکہ ان کی ڈاڑھی کے بال منتشر تھے راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کاش تم (یہ بال) کم کرلو اور ان کے اطراف کی طرف اشارہ کیا۔(مسند امام اعظم ص ۲۲۳) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑ کر زائد بالوں کو کاٹ لیا کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الحظر والاباحۃ باب ما قالوا من اللحیۃ)

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک شخص سر اور داڑھی کے بال بکھیرے آیا تو اُس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا آپ ﷺ اُسے اپنے بال اور ڈاڑھی کی درستی کا حکم دے رہے تھے چنانچہ اُس نے اصلاح (بالوں کو درست کرلیا) اور پھر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں تم میں سے کوئی شیطان کی طرح سر بکھیرے ہوئے آئے۔(مالک 949 مشکوۃ 4486)

توضیح:- اعفاء کے معنی ہیں بڑھانا زیادہ کرنا، اسی طرح وفرو کا بھی یہی معنی ہے کفار کی مخالفت کو حضور ﷺ نے مقرر فرمادیا کہ ڈاڑھی بڑھا کر ان کی مخالفت کرو اگر کسی جگہ کفار داڑھی رکھتے ہوں جیسے ہمارے ہاں سکھ تو ان کی مخالفت میں داڑھی منڈانا حرام ہے کہ مخالفت کو حضور ﷺ نے

مقرر فرمادیا ہے یہ بھی خیال رہے کہ ایک مُشت داڑھی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت ۹۴ پارہ ۱۶ ارکوع ۱۵) میری داڑھی نہ پکڑو معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی اتنی تھی کہ پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی بھر ہی ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں حدیث میں ہے کہ وہ بھری داڑھی والے تھے (مراۃ شرح مشکاۃ ۶/۱۴۸) معلوم ہوا کہ مشت بھر داڑھی سنت انبیاء ہے۔

شارح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں: داڑھی کی حد میں متقدمین کا اختلاف ہے کہ جب داڑھی طولاً قبضہ سے بڑھ جائے اور عرضاً پھیل جائے تو یہ قبیح ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی داڑھی کو چھوڑا ہوا تھا آپ نے اُس کی داڑھی کو کھینچا اور کہا میرے پاس قینچی لاؤ، پھر ایک شخص سے کہا اس کے ہاتھ کے نیچے جو داڑھی ہو اس کو کاٹ دو، پھر فرمایا جاؤ اپنے بالوں کو سنوارو یا خراب کرو تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے جیسے وہ درندوں میں سے ایک درندہ ہو۔ (عمدۃ القاری ج ۲۲ص ۴۶-۴۷-شرح مسلم سعیدی-۶/۴۳۶)

حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی داڑھی بڑھائی اور امت کو بڑھانے کا حکم دیا اور منڈانے والوں سے چہرہ پھیر لیا اور صحابہ کرام کے عمل سے اس کی کم از کم مقدار مشت بھر متعین ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ رسول تمہیں جو کچھ (حکم) دیں اسے اختیار کرو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر: ۷)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر فرماتے ہیں: حلق اللحية مثلة داڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے۔ (ہدایہ شریف) اس کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں: والمثلة حرام اور مثلہ حرام ہے۔ بنایہ شرح ہدایہ)

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں: داڑھی کو کاٹ کر مشت بھر سے کم کر دینا جیسا کہ بعض مغرب زدہ یعنی انگریزوں کی تقلید کرنے والے زنانہ وضع اپنانے والے مرد کرتے ہیں، کسی کو بھی جائز نہیں، اور داڑھی سرے سے ختم کر دینا، یہ ہندوستان کے یہودیوں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ (درمختار باب مایفسد الصوم ج 2 ص 418) داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرنے والا شرعاً فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ فقیہ اعظم محمد نور اللہ نعیمی لکھتے ہیں: داڑھی منڈانے والا فاسق اور گنہگار ہے، منصب امامت کے لائق نہیں۔ (فتاویٰ نوریہ کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں: ,,داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین ہے، منڈانا یا ایک بالشت سے کم کرنا حرام ہے۔ لہذا جو حفاظ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کے عادی ہیں وہ فاسق ہیں، ایسے حفاظ کو امامت کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ لوگ امامت سے باز نہ آئیں، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو امامت سے روکیں۔ اسلئے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں۔ خواہ فرض ہوں یا سنت، ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر دوبارہ نہیں پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔،، (فتاویٰ فیض الرسول کتاب الصلاۃ، باب الامامہ)

اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ,,داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرنے والا فاسق ہے۔ اسے امام بنانا، اس کے پیچھے نماز (خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل) ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) الغرض ایسے آدمی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ اگر مقرر کر دیا، تو معزول کرنا لازم ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو حفاظ وغیرہ سارا سال داڑھیاں منڈاتے یا حد شرع سے کم رکھتے ہیں۔ رمضان مبارک کے قریب داڑھیاں بڑھا لیتے ہیں، ایسے حفاظ دوہرے مجرم ہیں۔ ایک تو داڑھی کٹوانے کی وجہ سے فاسق معلن، دوسرے غرضِ فاسد کے پیش نظر داڑھیاں بڑھانے کی وجہ سے دھوکہ باز۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چند روپوں کی خاطر لوگوں کی نماز اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو ہمیں دھوکہ دے وہ

ہم میں سے نہیں (مسلم ۱۰۱) ایسے حفاظ اگر تائب ہو کر داڑھی بقدر سنت بڑھالیں اور ان کی توبہ خوب ظاہر ہو جائے، وہ یوں کہ اس حال میں ان پر ایک زمانہ گذر جائے، تو انہیں امام بنانے میں حرج نہیں۔ ان کی توبہ پر فوراً اعتماد نہ کیا جائے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ ,,فاسق آدمی جب اپنے فسق سے توبہ کرلے تو اس کی گواہی اس وقت تک قبول نہ کی جائے۔ جب تک اس پر ایک مدت نہ گذر جائے جس میں توبہ کا اثر خوب ظاہر ہو۔ ،، لہذا مذکورہ حافظ کو امام مقرر نہ کیا جائے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی (ماہنامہ اہل سنت اکتوبر 2007)

فتوی مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمہ اللہ: بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا یا تراویح ادا کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بامر مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے (دوبارہ پڑھے) اگر چہ وقت جارہا ہو (کذا فی الشامی) داڑھی کترے آدمی سید، قاری، حافظ، عالم، فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں امام داڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ (ابوالبرکات سید احمد حزب الاحناف لاہور)

س ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب نے مسئلہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں بستی میں نجومی بہت ہو گئے ہیں اس بستی کو ختم کر دو تو جناب جبریل علیہ السلام نے طائف کے نزدیک ایک بکریاں چرانے والے کو پوچھا تا اس وقت جبریل کہاں ہے تو اس نے اپنا عصا مشرق و مغرب شمال و جنوب کی طرف گھمایا اور کہا کہ مجھے مشرق و مغرب شمال و جنوب میں کہیں جبریل نظر نہیں آیا اس لئے ہم دونوں میں سے ایک جبریل ہے تو پھر جبریل علیہ السلام نے اس بستی کو ختم کر دیا ہمیں بتائیں کیا یہ واقعہ درست ہے؟۔ حاجی محمد دین گورسیال شکر گڑھ

ج یہ واقعہ سراسر غلط ہے ایسے بے بنیاد واقعات جو بنی اسرائیل نے مسلمانوں میں تفسیر قرآن یا قصص الانبیاء کے نام پر پھیلا دیئے ہیں جس سے ایک عام آدمی کا علم غیب ثابت کیا جارہا ہے اس قسم کے واقعات سنا کر جن سے لوگوں کا نبوت پر ایمان ہی اٹھ جائے اور لوگ یہ سمجھیں کہ شاید نبی بھی نجومی ہوں گے لوگوں کا اور اپنا ایمان برباد نہ کریں اگر خطیب صاحب عالم نہیں تو شریعت انہیں منبر پر بیٹھنے کیا اجازت ہی نہیں دیتی اگر کوئی مجبوری ہو تو تقریر کی صحیح کتابیں خرید کر اوپر سے دیکھ کر تقریر کریں بہار شریعت، مولانا الیاس قادری کی فیضان سنت، یا ان کے دیگر رسالے خرید کر ان سے جمعہ پڑھائیں۔ یہ تو واقعہ غلط ہے لیکن وہ صحیح واقعات جن سے لوگوں میں فتنہ پھیلے بیان کرنے کی اجازت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق گفتگو کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے علوم حاصل کئے ہیں ان دونوں میں سے ایک قسم میں نے بیان کر دی اور اگر دوسری قسم اگر تم میں بیان کروں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔ (بخاری شریف کتاب العلم حدیث ۱۲۰)

نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا بدترین گناہ ہے اور جبریل علیہ السلام گناہوں سے معصوم ہیں ایسا واقعہ من گھڑت ہے جس سے فرشتوں کا گنہگار ہونا لازم آئے۔ بعض لوگوں نے تفسیر میں یہ واقعات بھی درج کر دیئے کہ فارس میں زہرہ نامی ایک حسین عورت تھی ھاروت اور ماروت (فرشتوں) نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی، اس نے کہا مجھے وہ کلام سکھاؤ جس کو پڑھ کر میں آسمان پر چڑھ جاؤں انہوں نے اسے وہ کلام سکھا دیا وہ اس کو پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور وہاں اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا۔ (تفسیر جامع البیان ج ۱ ص ۳۶۳)

دوسری روایت میں بیان کیا گیا کہ ان کو بابل میں عذاب دیا جارہا۔ (معاذ اللہ) زہرہ ستارہ آسمان پر شروع سے موجود ہے اس لئے یہ روایت عقلاً باطل ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ یہ تمام روایات فاسد، مردود اور غیر مقبول ہیں قرآن پاک میں فرشتوں کی عصمت بیان کی گئی ہے وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ تفسیر کبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم نجوم کا حصہ حاصل کیا اس نے جادو کا حصہ حاصل کیا۔ ابن ماجہ مشکوۃ کتاب الطب باب الکہانہ) علم نجوم جادو کی طرح برا ہے جادو کفر ہے یا قریب کفر۔ مفتی احمد یار خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خیال رہے کہ تاروں سے بارش کا وقت، آندھی کا چلنا، سردی گرمی آئندہ کے حالات معلوم کرنا حرام ہے کہ یہ علوم غیبیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر ان سے اوقات اور راستے، سمت قبلہ معلوم کرنا بالکل حق ہے حضرت فرماتے ہیں کہ علم نجوم سے اس قدر حاصل کرو جس سے تم سمت قبلہ اور راستے معلوم کر لو پھر باز رہو (مرقات) لہٰذا علم توقیت حق ہے یوں ہی علم ریاضی ہیئت وغیرہ درست ہے اپنی حد میں رہ کر۔ (مراۃ ج ۶ ص ۲۰۳)

س حضور مفتی صاحب سلام کے بعد عرض ہے کہ جناب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام علماء سوء کا خوب محاسبہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ سے آپ کے قلم و بازو کو ہمت و قوت عطا فرمائے آمین حضور گذارش ہے کہ طاہر القادری نے لانگ مارچ اور دھرنے کے دوران خود بھی قسمیں اور حلف اٹھائے اور عوام سے بھی قسمیں اور حلف لئے کہ جب تک حکومتیں ختم نہ ہوں تب تک ہم یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہلیں گے حضور باقی تو جو ہوا سو ہوا لیکن یہ حلف اور قسمیں جو بار بار اٹھائے گئے تھے ان کا کیا ہوگا۔ اس کی جناب آنے والے شمارے میں وضاحت فرما دیں۔ شکریہ جناب دعا گو۔ محمد ریاض ہاشمی۔

ج اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ میرے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اللہ مجھے آپ کے گمان سے بھی بہتر بنا دے معاف کرنا میں مفتی نہیں ان کا خادم ضرور ہوں مجھے مفتی نہ کہا جائے ان کا بڑا مقام ہوتا ہے۔ باقی غلط کوئی بھی کرے اس کی اصلاح کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو بھی اصلاح کے لئے پیش کرتا ہوں میری غلطیوں کی اصلاح کی جائے۔ اگر طاہر صاحب نے ایسی قسمیں اٹھائیں اور پھر توڑ دی ہیں تو اللہ کے حکم کے مطابق ان کا خود بھی کفارہ ادا کریں اور لوگوں کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیں۔ اور آئندہ سوچ کر حلف اٹھائیں۔ ﴿تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے۔ (پارہ ۷ رکوع ۲) یہ تو ان کے لئے معمولی بات ہے لیکن انہوں نے جو سب سے بڑی قسم اٹھائی وہ یہ تھی کہ اگر میں ذاتی مفاد کے لئے آیا ہوں تو مجھے نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو ایک عالم کی شان کے لائق نہیں کہ ایسی قسم اٹھائے یہ تو جاہل لوگوں کا کام ہے یہ بڑی خطرناک قسم ہے کیونکہ کافروں کے لئے شفاعت نہیں ہوگی اگر خدانخواستہ ان کے دل میں کوئی ذاتی مفاد آ گیا تو وہ شفاعت سے محروم ہو جائیں گے۔ (معاذ اللہ) اور انسان خطا کا پتلا ہے میں ان کی خیر خواہی کی لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ حق پر ہیں تو آپ کو ایسی قسمیں اٹھانے کی ضرورت پڑی ہے، جس سے آپ کا ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کہے میں اسلام سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہوا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو تو بھی اسلام کی طرف سلامت نہ پھرے گا۔ (ابوداود 3258 مشکوۃ کتاب الایمان والنذور 3421)

یعنی ایسی قسم اٹھانے میں جھوٹا ہو یا سچا دونوں حالت میں خطرہ ہے۔ مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس قسم میں اس کے کفر کا اندیشہ ہے اسلامی احکام کو ہلکا جاننا بات بات پر ان سے بیزاری کا اظہار کرنا بڑا ہی خطرناک ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۵ ص ۲۱۷)

قسم کے علاوہ انہوں نے دوسری بات یہ کہی کہ حکمران فرعون ہیں یہ بھی بڑا خطرناک کلمہ ہے اس لئے کہ کسی کو فرعون کہنا کافر کہنا ہے فرعون اللہ کا دشمن تھا۔ اگر وہ واقعی کافر ہوں تو پھر تو بچت ہوگی اور اگر وہ کافر نہ ہوئے تو پھر معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی شخص کے کافر ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے اللہ کا دشمن اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ آتا ہے۔ (مشکوۃ کتاب الادب باب حفظ اللسان 4817 مسلم 61) مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں: ایسے

مسلمان کو جس کا اسلام یقینی قطعی ہو، کہنے والا خود کافر ہے بطور گالی کہنے والا سخت گنہگار ہے جیسے کسی کو حرام کہا تو اسے حد قذف لگ سکتی ہے۔ یعنی اسے ۸۰ کوڑے لگ سکتے ہیں۔(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۶ ص ۳۱۱) بعض لوگ کہہ دیتے فلاں بڑا شیطان ہے تو ایسا کہنے والا بھی سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان کے سامنے لوگ داد دینے کے لئے تالیاں بجاتے رہے یہ کونسا اسلامی طریقہ ہے قرآن میں اسے کفار کا طریقہ کہا گیا ﴿ اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی۔(الانفال آیت:۳۵) آپ اسلامی انقلاب کے لئے نکلے تھے تو انہیں روکنا چاہئے تھا لیکن آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں روکا۔ جس سے ایک عام آدمی کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کس قسم کا انقلاب لائیں گے اس لئے علماء کہہ رہے ہیں ہمیں انقلاب نہیں نظام مصطفیٰ کی ضرورت ہے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کا کوئی آدمی کسی کے سامنے گناہ کرتا ہو ان کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ اسے روکنے کی طاقت رکھتے ہوں لیکن نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر مرنے سے پہلے عذاب بھیجے گا۔(ابوداود 4339 مشکوۃ کتاب الادب باب الامر بالمعروف 5143)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے برائی دیکھے وہ اسے ہاتھ سے روکے اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر طاقت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(مسلم 49 مشکوۃ کتاب الادب باب الامر بالمعروف 5137)

س السلام علیکم حافظ صاحب خدا آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے اور آپ کے علم میں اضافہ فرمائے آمین۔ حضور مفکر اسلام رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے آپ کے ذریعہ ہمارے لئے علم کی ایک شمع روشن کی جس سے ہم جہالت کے اندھیروں میں شہر سے دور گاؤں بیٹھ کر علم کی روشنی اور دینی مسائل سے آگاہی حاصل کر رہے ہیں۔ ہم نے ۳ ماہ سے الحقیقہ پڑھنا شروع کیا ہے مسائل دینیہ ہم خود بھی بڑے شوق سے پڑھتی ہیں اور گھر والوں کو بھی سناتی ہیں جس کی وجہ سے ماشاء اللہ ہم اور ہمارے گھر والے نماز کے پابند ہو گئے ہیں خدا نے ہمیں بہت سے گناہوں سے بچا لیا ہے ہمیں ہر ماہ الحقیقہ کا انتظار رہتا ہے پلیز ذرا جلدی بھیج دیا کریں۔ ہمارے گاؤں لڑکیوں کا ایک مدرسہ بھی ہے ہماری معلمہ بہت اچھا پڑھاتی اور دینی مسائل بتاتی ہیں تقریباً ایک سو کے قریب لڑکیاں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں آپ ہمیں استاذ اور اسٹوڈنٹ کے حقوق بیان فرمادیں۔(کلثوم ارشد، فوزیہ اصغر اور نائلہ محمد علی۔ طحانہ ضلع نارووال)

ج ماشاء اللہ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ الحقیقہ کے ذریعہ حضور مفکر اسلام کا فیض ہر جگہ جاری وساری ہے اور آپ لوگ اس کی برکت سے نمازی بن گئے ہیں۔ اللہ آپ کو قرآن کی حافظات اور اسلام کی مبلغات بنائے اور مدینہ پاک کی جلد حاضر نصیب فرمائے۔ باقی میں استاذ اور اسٹوڈنٹ کے حقوق اپریل 2012ء کے الحقیقہ کے ص ۴۲ پر بیان کر چکا ہوں وہاں سے دیکھ لیں اور کوئی سوال ہو تو جیسے ہی الحقیقہ آپ کے پاس پہنچے اپنا سوال سینڈ کر دیا کرو۔

منکرین میلاد کے چند سوالات جو وہ ہر سال کرتے ہیں

(۱) جب نبی کریم ﷺ نور ہیں تو ولادت کس لئے؟

جواباً گذارش ہے کہ وہابیوں کے پاس علم ہے نہ عقل ان کے پاس اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں محض قیاس آرائیاں ہیں اور ان کو ہمارے عقائد کا علم ہی نہیں خواہ مخواہ الزام تراشیوں سے کام لیتے ہیں۔

ہم نبی کریم ﷺ کو صرف نور نہیں سید البشر بھی مانتے ہیں۔ جب کہ تم نور کے منکر ہو۔ اگر نور نہ ہوتے آدم علیہ السلام سے پہلے نہ ہوتے اور اگر بشر نہ ہوتے تو ولادت نہ ہوتی۔ مسلمانوں کا جنت میں نوری مخلوق حوروں سے نکاح ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ (الدخان، ۵۴) اور ہم ان کا نکاح موٹی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے۔ ان حوروں سے ان کی اولاد بھی ہوگی اگر جنتی خواہش کرے۔ (ابن ماجہ 4338 ترمذی 2563 مشکوۃ کتاب صفۃ القیامۃ باب صفۃ الجنۃ حدیث 5648)

(۲) جب حاضر و ناظر ہیں تو آمد کس لئے؟

حضور ﷺ علم اور روحانیت اور نورانیت کے لحاظ سے حاضر و ناظر ہیں نہ کہ جسما ہر جگہ ہیں جیسا کہ آسمان کا سورج جسما ایک جگہ ہے لیکن روشنی کے لحاظ سے ہر جگہ یا ٹی وی پر بولنے والا ایک جگہ ہوتا ہے لیکن اپنی تصویر اور آواز کے لحاظ سے ہر جگہ جب مادیت کا یہ عالم ہے تو روحانیت کا عالم کیا ہوگا؟ اور آپ جہاں جانا چاہیں اللہ کے حکم سے جاسکتے ہیں جیسا کہ معراج کی رات انبیاء کرام اپنی قبروں میں بھی تھے اور مسجد اقصیٰ اور آسمانوں پر بھی موجود تھے۔ آپ نے اگر ہماری کتابیں پڑھی ہوتی اور مسئلہ حاضر و ناظر کا آپ کو علم ہوتا تو کبھی اعتراض نہ کرتے۔ آپ اپنی جہالت کا ماتم کریں کہ آپ نے کچھ پڑھا ہی نہیں اور سائنسی دور میں بھی اتنا مسئلہ حاضر و ناظر نہ سمجھ سکے۔

(۳) جب وفات نہیں ہوئی تو عمر ۶۳ برس کس لئے؟

یہ بھی آپ کی جہالت ہے آپ کو ہمارے عقیدے کا علم ہی نہیں خواہ مخواہ جھوٹے الزام عائد کر رہے ہو ایسا الزام جس کو تم ثابت ہی نہیں کرسکتے۔ بتاؤ کس سنی عالم نے کہا یا کتاب میں لکھا کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی۔ ہم وفات کے بعد زندگی کے قائل ہیں اللہ کا وعدہ برحق ہے ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی اس کے بعد ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے   پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا   جسم پرنور بھی روحانی ہے   اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح   اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا   صدق وعدہ کی قضا مانی ہے   (حدائق بخشش امام احمد رضا رحمہ اللہ)

(۴) آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی وفات کے دن عید اور خوشی کس لئے؟

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف پیر کے دن ہے لیکن بارہ ربیع الاول نہیں ہے بلکہ یکم یا دو ربیع الاول ہے طبقات الکبری، دلائل النبوۃ، البدایہ والنہایہ مرقاۃ، عمدۃ القاری نشر الطیب اشرف علی تھانوی، فتاوی برکاتیہ ابو البرکات وہابی، سیرت النبی شبلی نعمانی وغیرہا شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں دوسروں کی غلطی کی وجہ سے ثانی کو ثانی عشر خیال کرلیا گیا یعنی دو کو بارہ سمجھ لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہہ دیا (فتح الباری ج ۸ ص ۴۷۴) وفاء الوفاء، سبل الہدی والارشاد، سیرت رسول عربی) اور کس نے کہا ہے کہ وفات کے دن کبھی بھی خوشی نہیں ہوسکتی قرآن کی آیت یا حدیث پیش کرو قیامت تک ایک دلیل بھی پیش نہیں کرسکتے انشاء اللہ۔ وفات کا سوگ تین دن ہے اس کے بعد سوگ منانا ناجائز و حرام ہے (بخاری 5334 مسلم 1486 مشکوۃ کتاب النکاح باب العدۃ حدیث 3330)

کچھ شرم کرو ہمیں حرام کام کی دعوت دے رہے ہو نیکی سے روکنا اور برائی کی دعوت دینا تو منافقوں کا کام ہے۔ (دیکھو سورہ آیت ۶۷ پارہ ۱۰)

کیا تم شیعہ ہو جو ہر سال غم منانے کا مشورہ دے رہے ہو۔ غم نعمت کے جانے کا ہوتا ہے میرے آقا ﷺ کل بھی نبی تھے آج بھی ہیں اور قیامت تک

ہیں نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت, جہان تو اب بھی ہے تو رحمت بھی موجود ہے جب رحمت موجود ہے تو غم کس بات کا۔ یا اس آیت کا انکار کرنا پڑھے گا کہ نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

غم تو وہ منائے جس کا نبی مردہ ہو۔ ہمارے آقا ﷺ تو زندہ ہیں

تو زندہ ہے واللہ! تو زندہ ہے واللہ! — میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ہم سوگ کس لئے منائیں ہمارے آقا ﷺ اب بھی زندہ ہیں ہمارے درود وسلام سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں ابوداود شریف میں ہے ﴿مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ﴾ جو بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔(ابوداود 2041 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی حدیث 925)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ فَاِذَا اَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَاِنْ رَاَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللهَ وَاِنْ رَاَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ. میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جائینگے، اگر میں نے ان کو اچھا دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کروں گا اور اگر ان میں کوئی برائی دیکھی تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں جو بُرا عمل دیکھتا ہوں اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں۔(رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۹/۲۴، کتاب الوفاء حدیث ۱۵۶۳ ص ۸۲۶، المفاہیم عربی ص ۲۵۷ اردو ص ۲۹۶) کتاب الوفاء، المفاہیم از علوی مالکی مصدقہ تمام علمائے عرب وعجم وخصوصا علمائے دیوبند ص ۲۹۶)

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا — پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

میلاد اور وفات ایک دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظر انداز کر کے میلاد کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد بھی جمعہ کے دن اور وفات بھی جمعہ کے دن لیکن نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو عید بلکہ عید سے بھی افضل قرار دیا ہے تو اب کوئی میلاد کے منکروں سے پوچھے کہ تم جمعہ کو عید سمجھتے ہو اور خوشی کا اظہار کرتے ہو تو کیا تم اپنے ابا جان کی وفات کی خوشی مناتے ہو یا میلاد کی خوشی مناتے ہو۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الايامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يومِ الاضحى يومِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ فِيْهِ آدَمَ﴾ بیشک جمعہ دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی عظمت والا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑھ کر عظمت وشان والا ہے اور اس میں پانچ اوصاف ہیں اللہ تعالی نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔(ابن ماجہ حدیث 1084 مشکوۃ 1363 کتاب الصلاۃ باب الجمعہ)

جس دن آدم علیہ السلام کا میلاد ہو وہ دن عید بلکہ عید سے بھی بڑھ کر شان وعظمت والا تو جس دن امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ پیدا ہوں جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور ان کی توبہ قبول ہوئی وہ دن عید کیوں نہیں ہو سکتا۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منارہے ہیں

میلاد کے منکر و کہہ دو کہ جمعہ کا دن عید نہیں ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا تھا لہذا تمام وہابی نجدی جمعہ کو حضرت آدم علیہ السلام کا غم منایا کریں اور شیعوں کو بھی ساتھ ملا کر ماتمی جلوس نکالیں جیسا کہ تمہارے انکل شیطان نے اس دن چیخ و پکار کی تھی تا کہ پتہ چل جائے کہ یہ کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔لو اپنی کتاب کا ایک حوالہ بھی سن لو۔شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ نجدی لکھتے ہیں۔ابراہیم بن محمد بن مفلح نے کہا تفسیر میں منقول ہے۔ابلیس نے چار مرتبہ آہ و بکا کی (۱) جب اس پر لعنت کی گئی (۲) جب اسے زمین پر اتارا گیا (۳) جب سروہ فاتحہ نازل ہوئی (۴) جب نبی کریم ﷺ کا میلاد ہوا۔(قرۃ عیون الموحدین مترجم عطاء اللہ ثاقب وہابی ناشر انصار السنہ نواں کوٹ لاہور ص (357) نجد یوتم شیطان سے بھی بازی لے گئے ہو اس نے ایک مرتبہ غم منایا تم ہر سال غم منانے کی دعوت دیتے ہو شرم سے ڈوب مرو۔یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(۵) یہ کیسی عید ہے جس میں روزہ رکھنا جائز ہے جبکہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں تو روزہ رکھنا حرام ہے؟

وہابیوں نے اگر حدیث کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں علم ہوتا کہ شرعی عیدیں دو ہیں جن میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔اس کے احکام کیوں نہیں اس کا خطبہ کیوں نہیں۔

یہ تو سرکار کا کرم ہے چاہے کسی چیز کے احکام فرض کر دیں یا احکام کے بغیر ہی وہ ثواب ملنے کی بشارت دے دیں ہم کون ہوتے ہیں آپ سے پوچھنے والے جیسا مکہ میں حج اور عمرہ کے احکام ہیں۔میقات سے احرام باندھنا میدان عرفات ٹھہرنا طواف کرنا وغیرہ مدینہ میں بھی حج اور عمرہ ہے لیکن اس کے لئے کوئی احکام نہیں احرام نہیں کوئی پابندی نہیں کوئی ٹائم مقرر نہیں جب چاہو۔مسجد نبوی نماز ادا کرو تو حج کا ثواب (وفاء الوفاء) اور مسجد قبا میں نماز ادا کرو تو عمرہ کا ثواب (ابن ماجہ) اس میں فرض و نفل کی کوئی قید نہیں۔

باقی رہا عید تو ہم اسے شرعی عید نہیں سمجھتے بلکہ ہم عید میلاد النبی کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی افضل سمجھتے ہیں جیسا کہ جمعہ عید ہے (مشکوۃ کتاب الجمعہ حدیث 1398) بلکہ عید سے بھی افضل ہے۔(مشکوۃ کتاب الجمعہ حدیث 1363) اسی طرح یوم عرفہ (حج کا دن) بھی عید ہے (مشکوۃ کتاب الجمعہ حدیث 1368) لیکن ان میں روزہ رکھنا جائز ہے فرمایا جمعہ کے ساتھ جمعرات کا بھی رکھ لو۔بلکہ اس عید (یوم عرفہ 9 ذوالحجہ) کا روزہ رکھنا دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔مسلم (مشکوۃ کتاب الجمعہ حدیث 1398) بلکہ عید سے بھی افضل ہے۔(مسلم 1162 مشکوۃ کتاب الصوم حدیث 2044) وہابیوں کا یہ سوال ہی ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۶) عید میلاد النبی کیا یہ ۲۳ سالہ دور نبوت میں تھی ۳۰ سالہ دور خلافت میں تھی اس کا خطبہ کیوں نہیں، اس کی نماز کیوں نہیں نبی کریم ﷺ نے اس کے احکام کیوں نہیں بتائے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

وہابی یوم صدیق اکبر مناتے بلکہ سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ کرتے ہیں بتائیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، ۳۰ سالہ دور خلافت میں یہ تھا کسی نے یوم صدیق اکبر منایا؟ وہابی یوم دفاع اور یوم آزادی مناتے ہیں ۲۳ سالہ دور نبوت میں یا ۳۰ سالہ دور خلافت میں کسی نے یوم دفاع منایا یا یوم بدر یوم الفرقان یوم فتح مکہ منایا یہ کس دلیل سے یوم آزادی مناتے ہیں۔اگر یہ سب جائز تو یہ میلاد بھی جائز

۲۳ مارچ یوم پاکستان کے موقع پر اہل حدیث کی ,,جماعۃ الدعوۃ،، نے ,,تحفظ نظریہ پاکستان،، کے عنوان سے ۵۳ شہروں میں جلسے اور سیمنار منعقد

کئے۔(نوائے وقت لاہور ۲۳ مارچ ۲۰۰۷ء) اور پروفیسر ساجد امیر نے پورے پنجاب میں ایک کارواں کر دکھایا فروری کا پورا مہینہ وہ شہر شہر گھومتے اور اپنے ہم مسلک لوگوں کو جلوس کی صورت میں سڑکوں پر گھماتے رہے۔(شفیق پسروری روزنامہ پاکستان ۶ مارچ ۲۰۰۷ء) سوال یہ ہے اگر وہابیوں کا یہ سب کچھ کرنا کرانا جائز ہے تو عاشقان رسول کا ,,یوم میلاد مصطفےٰ ﷺ،، منانا اور جلوس نکالنا کس آیت وروایت سے ممنوعہ بدعت وناجائز ہے دونوں قسم کے پروگراموں میں وجہ فرق کیا ہے؟ کیا منکرین میلاد کی شریعت وسنت پر کوئی اجارہ داری ہے کہ اپنے منگھڑت جلسوں جلوسوں کو جائز ومستحسن قرار دیں اور جشن میلاد مصطفیٰ وجلوس کو بدعت وناجائز وحرام قرار دیں۔ کتنی ناانصافی وسینہ زوری ودھاندلی ہے۔

جس طرح ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان منایا جاتا ہے اسی طرح سعودی عرب میں ۲۳ ستمبر کو سعودیہ کی سالگرہ عیدالوطنی کے نام سے منائی جاتی ہے۔ وہابی سے سوال نجدیوں سے کیوں نہیں کرتے کہ عید تم نے کہاں سے نکالی صحابہ نے تو ایسا نہیں کیا پہلے ان پر تو فتوی لگاؤ پھر ہماری طرف آنا۔

اب فیصلہ آپ پر ہے: اس عنوان کے تحت مخالفین نے چار مسئلے لکھ کر دھوکہ دیا ہے کہ

(۱) اگر نبی کریم ﷺ نور ہیں تو خاندان ختم (۲) اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہیں تو وحی ختم (۳)

اگر نبی ﷺ حاضر وناظر ہیں تو ہجرت ختم (۴) اگر نبی ﷺ مختار کل ہیں تو شفاعت ختم۔ پھر آخر میں لکھا ہے: اگر غور سے سوچ کر پڑھو تو بدعت ختم۔ حالانکہ پڑھنے والوں سے غور اور سوچ کا مطالبہ کرنے سے قبل لکھنے والوں کے پاس کوئی عقل وشعور کا ذرہ ہوتا تو وہ پڑھو کو ,,پڑو،، نہ لکھتا اور نہ ہی ایسی دھوکہ آمیز تحریر شائع کرتا انہوں نے ہمارا تجربہ مزید پختہ کر دیا کہ یہ لوگ بولتے ہیں سمجھتے نہیں۔ واقعۃً اگر یہ حضرات غور وفکر اور عقل وشعور کو بروئے کار لائیں تو ان کی جہالت اور حماقت ختم ہو سکتی ہے ملاحظہ فرمائیں یہ کہنا کہ اگر نبی کریم ﷺ نور ہیں تو خاندان ختم بالکل غلط ہے، کیونکہ قرآن وحدیث میں کسی جگہ بھی ایسی بات نہیں ملتی، ان کا اپنا خود ساختہ جملہ ہے اگر ان میں ہمت ہے تو وہ اپنی باتوں پر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث نقل کر دیں ورنہ چلو پانی میں ڈوب مریں یہ اپنے دعوی میں جھوٹے ہیں کہ ان کا مذہب قرآن وحدیث ہے دنیا ان کی حقیقت جان چکی ہے اہل سنت پر بہتان بازی کی سزا ان کو دنیا وآخرت میں مل کر رہے گی ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ﴿مَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ﴾ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان میں ایسی چیز بیان کی جو اس میں نہ ہو تو اسے کچ لہو میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کہے سے نکل جائے۔(ابوداؤد حدیث 3123-3597 مشکوۃ حدیث 3611 کتاب الحدود باب الشفاعۃ فی الحدود)

(رَدْغَةَ الْخَبَالِ) یعنی کچا پیپ جسے اردو میں کچ لہو کہتے ہیں اس سے مراد دوزخ کا وہ مقام ہے جہاں دوزخیوں کا پیپ اور خون جمع ہوتا ہے دنیا میں یہ جتنے روز مسلمان بھائی کو عیب لگاتا رہا یعنی مشرک وبدعتی کہتا رہا اتنے روز اسے جہنم کے اس طبقہ میں رکھا جائے گا کہ وہاں رہے گا اور یہ کچ لہو پیئے گا اللہ کی پناہ (مراۃ 5-330) ہم اپنے عقیدے کی مزید وضاحت کر دیتے ہیں تاکہ مخالفین کی گمراہ گری کا جال بکھر کر رہ جائے۔

(۱) یہ جھوٹ بولنے والے کہ نور کا خاندان نہیں ہوتا کان کھول کر سن لیں!

مسلمانوں کا جنت میں نوری مخلوق حوروں سے نکاح ہوگا۔ ارشاد باری تعالی ہے وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ (الدخان، ۵۴) اور ہم نے ان کا نکاح موٹی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔ ان حوروں سے ان کی اولاد بھی ہوگی اگر جنتی خواہش کرے (ابن ماجہ 4338 ترمذی 2563 مشکوۃ کتاب صفۃ القیامۃ باب صفۃ الجنۃ حدیث 5648)

یہ سادہ لوح عوام کو ورغلانے کے لئے آج یہ ڈھنڈورا پیٹنے والے کہ نور کا خاندان نہیں ہوتا کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی رابطہ کریں گے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا خاندان ہے اور وہ پھر بھی فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ وَ كِتَابٌ مُبِيْنٌ﴾ ترجمہ:- بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۵ پارہ-۶ رکوع ۷-) اس آیت کے تحت مخالفین نے بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ امام عبدالرزاق معمر سے اور وہ زہری سے، وہ سالم سے اور وہ اپنے والد یعنی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ كَانَ نُوْرٌ كُلُّهُ بل نُوْرٌ ا مِنْ نُورِ الله﴾ میں نے ان دو آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ تمام تر نور تھے بلکہ آپ ایسے نور تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اپنے نور سے پیدا کیا۔ (مصنف عبدالرزاق۔ حدیث ۱۷) امام الوہابیہ نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء نور محمدی سے کی پھر عرش کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر ہوا کو پھر دوات کو پھر قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو، آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی پیدائش کا مادہ اولی نور محمدی ہے۔ پھر حاشیہ میں لکھا: ﴿اولُ ما خَلَقَ اللهُ القلمَ او العقل﴾ اس سے مراد اولیت اضافی ہے۔ (ہدیہ المہدی ص ۵۶) اب لگاؤ فتوی اپنے امام پر کیا لگاتے ہو یہ سب فتوے ہم غریبوں کے لئے ہیں کم از کم اپنی کتابیں تو پڑھ لیا کرو پھر زبان کھولا کرو۔ تا کہ رسوائی نہ ہو۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر
بچ گے تم اور نہ ساتھی تمہارے گر نا ؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

(۲) اگر نبی ﷺ عالم الغیب ہیں تو وحی ختم۔ ہمارے نزدیک عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ اس جملہ سے ذاتی علم غیب کی طرف ذہن جاتا ہے جہاں تک نبی کریم ﷺ کے غیب کو جاننے کا تعلق ہے تو جاہل سائل نے یہ کذب بیانی کی ہے کہ اس سے وحی ختم ہو جاتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ہی سے اپنے پیارے نبی ﷺ کو علم غیب کے خزانے عطا فرما دیئے ہیں۔ خود وحی یعنی قرآن ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (آل عمران ۴۴) اور کون پاگل کہہ سکتا ہے کہ خبر آنے سے علم نہیں آتا۔ جب خبر دی جائے تو اس سے علم آتا ہے معلوم ہوا کہ وحی کے ذریعے سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

(۳) اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو ہجرت ختم۔ یہ بھی کسی ابلیس نے شوشہ چھوڑا ہوگا کہ حاضر و ناظر ہجرت کے خلاف ہے حالانکہ حاضر و ناظر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ مقدس سے پردے ہٹا دیئے ہیں روئے زمین آپ کے سامنے کر دی اور آپ زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھتے ہیں (مسلم 2889 مشکوۃ 5750)۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کا وجود مقدس ہر جگہ پایا جاتا ہے وجود پاک ایک جگہ ہے نگاہ پاک ہر جگہ۔ لہذا اس کو ہجرت کے منافی قرار دینا حماقت ہی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ وجودِ مسعود کے لحاظ سے مختلف مقامات پر آتے جاتے ہیں۔

(۴) اگر نبی ﷺ مختار کل ہیں تو شفاعت ختم۔ اس جملے کے ساتھ یہ کہنا چاہئے تھا کہ ,,عقل نہ ہووے تے موجاں ای موجاں،، کیونکہ مختار کل کا معنی ہے کہ وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اور ان اختیارات میں ایک اختیار شفاعت کا بھی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا (بخاری 335 مسلم 521 مشکوۃ 5747)

ان جوابات کی روشنی میں کیا سائل کا دوسروں کو یہ کہنا کہ ،، اگر غور سے سوچ کر پڑھو تو بدعت ختم۔ غلط نہیں؟ اگر وہ یہ سوال کرنے سے پہلے خود غور فکر سے کام لیتا یا اہل علم سے رابطہ کر کے اپنی جہالت ولاعلمی دور کر لیتا تو آج اسے یوں ذلت ورسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے آمین۔ علامہ اقبال نے سچ کہا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردِ ناداں پر کلامِ نرم ونازک بے اثر

تم بھی ثابت کرو: اب آیئے؟ اب آیئے ہم بھی چند سوالات سپرد قلم کر دیں تا کہ دوسروں سے ہر بات پر قرآن وسنت کا مطالبہ کرنے والے اپنی بھی اوقات دیکھ لیں۔ اور زمانہ ان کے متعلق جان سکے کہ یہ کتنے پانی میں ہیں اگر مخالفین میں دم خم ہے تو وہ اپنے اصولوں کے مطابق جواب دیں۔

(۱) قرآن وحدیث کی ایک ایک عبارت لکھیں جس سے دوٹوک ثابت ہو کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہاں اور کتنی بار سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا؟ (۲) رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنے شہروں کی فتح کا دن مناتے ہوئے جشنِ آزادی منایا یا اس کی مبارکباد دی ہے، جس طرح جشن آزادی پاکستان منایا جاتا ہے؟ (۳) اس صحابی کا نام بتائیں جنہوں نے مدرسہ یا مسجد کے لئے کھالیں جمع کی ہوں؟ (۴) کتنے صحابہ کرام تھے جو یا اللہ مدد کا نعرہ لگایا کرتے اور یا رسول اللہ المدد شرک کہتے؟ (۵) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبلیغ کے لئے کونسی کتابیں لکھیں؟ کتنے ماہانہ مجلّے نکالے،؟ کس قدر کتابچے شائع کئے اور کتنی تعداد میں اشتہارات اور اسٹیکرز چھاپے تھے؟ (۶) رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانے میں بخاری شریف کے شروع کرنے یا ختم کرنے کی تقریبات کتنی بار منعقد ہوئی تھی؟ (۷) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بتائیں جنہوں نے یہ تنظیمیں بنائی ہیں: لشکر طیبہ، جماعۃ الدعوۃ، اہل حدیث یوتھ فورس، جمعیت اہل حدیث، جماعتِ اہل حدیث، جماعتِ اہل حدیث یا مرکزی تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ، جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ، حرکۃ الانصار، حرکۃ المجاہدین، جماعتِ اسلامی اور جیشِ محمد وغیرہ؟ (۸) وہ کونسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے مختلف مواقع پر دھرنے دیئے، بھوک ہڑتالیں کیں، دفاعِ پاکستان، گستاخانِ رسول کے خلاف جلسے اور جلوس نکالے؟ (۹) رسول اللہ ﷺ نے کون کونسے شہیدوں کا دن اور یاد مناتے ہوئے شہداء اسلام کانفرنس، شہدائے اہل حدیث کانفرنس کے پروگرام ترتیب دیئے تھے؟ (۱۰) تعلیم وتربیت کے لئے دارالعلوم دیوبند، خیر المدارس، جامعہ محمدیہ، جامعہ اثریہ، جامعہ اسلامیہ اور جامعہ عربیہ وغیرہ میں کس نام پر کتنے مدرسے بنائے گئے تھے جن میں موجودہ انداز میں کلاسز کا اجراء امتحانات کا سلسلہ اور تقسیم اسناد وانعامات کے جلسے کئے جاتے تھے؟ (۱۱) موجودہ جنگی سازوسامان کے ساتھ کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد میں حصہ لیا تھا؟ (۱۲) دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن کونسے پریس سے چھپتا تھا اور کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے موجودہ قرآن کی تلاوت کی ہے؟

کس صحابی نے بھینس کی قربانی کی یا اس کا دودھ پیا۔

یہ تیرہ سوالات ہیں جو ان ۱۰ سوالوں کے جواب میں لکھے گئے ہیں ھَاتُوا بُرھَانَکم اِن کُنتُم صادقین اب تو زخمی سانپ کی طرح بھرنا چاہئے اگر یہ ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہئے۔

(برائے رابطہ: محمد نصر اللہ مدنی آسوی 03328028182)

آج کی عورت کا لباس

حفصہ بنت حاجی عبدالرزاق صاحب آف ڈسکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین اسلام نے عورت کو شرم وحیا کی تعلیم دی ہے اور ایسے لباس کو پہننے سے سخت منع کیا ہے جو اس کی حیاو شرم کے منافی ہو اور جس کے پہننے سے پردہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی پہننا نہ پہننا برابر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کی ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت ایسا لباس پہنے جس سے بدن نظر نہ آئے یعنی آستین پوری ہوں گلا یا گریبان ایسا ہو کہ آگے پیچھے کا کچھ حصہ بھی کھلا نہ رہے شلوار وغیرہ بھی ایسی پہنیں کہ جس سے ران یا پنڈلی وغیرہ نمایاں نہ ہو اور نہ ہی لباس اتنا چست ہو کہ عورت کے جسمانی خدوخال نمایاں ہوں اور عورتیں سروں پر ایسا دوپٹہ اوڑھیں جن سے ان کے بال نظر نہ آئیں یہاں تک کہ بالوں کی سیاہی بھی نظر نہ آئے اور اگر نامحرم مردوں کے آنے کا اندیشہ ہو تو موٹے دوپٹے یا نقاب سے اپنے چہروں کو چھپالیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کے بھائی کی بیٹی حضرت حفصہ آئیں اس وقت انہوں نے باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا آپ نے اسے لے کر پھاڑ دیا اور اپنے پاس سے موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (موطا امام مالک مشکوۃ) اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چاہئے کہ وہ باریک دوپٹہ جس سے سر اور دیگر اعضا مثلاً کان گلا سینہ وغیرہ نظر آئے اوڑھنے سے اجتناب کرے۔ زمانہ جاہلیت میں عورتیں دوپٹے اس طرح اوڑھا کرتی تھیں کہ ان کے سر گلے اور سینے وغیرہ اوڑھنے کے باوجود ظاہر ہوتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وہ اپنے دوپٹے گریبانوں پر ڈالے رہیں﴾ (سورہ نور آیت ۳۱) اس حکم ربانی کے سنتے ہی تمام صحابیات نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالئے تا کہ سر سینے اور گلے وغیرہ ظاہر نہ ہو سکیں۔ یاد رہے ایسے باریک کپڑے جن سے عورت کے بدن کی رنگت یا اعضا ظاہر ہوں ایسے کپڑوں سے نماز بھی نہیں ہوتی کہ عورت کی نماز کے لئے شرط ہے کہ اس کے چہرے، گٹوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم موٹے کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو کہ جس سے کلائیاں، ٹخنے، بالوں کی سیاہی، کان، گردن غرض تمام جسم چھپا ہوا ہو۔

شب معراج نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا: جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ اس طرح کھول رہا تھا جیسے پتیلی کھولتی ہے عرض کیا گیا کہ یہ عورت اپنے بالوں کو غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔ (درۃ الناصحین) عورتیں سمجھتی ہیں کہ یہ دوپٹہ سر پر لینے کے لئے نہیں ہے گلے میں ڈالنے کے لئے ہے اور ٹی وی پر جو خبریں سنانے یا کسی اور کام کے لئے آتی ہیں وہ تو سر پر دوپٹہ اوڑھنا حرام سمجھتی ہیں۔ دوپٹہ اوڑھا ہو تب بھی ٹی وی پر آنا جائز نہیں اگر چہ نعت یا تلاوت کے لئے آئے کیونکہ اس کی آواز کا بھی پردہ ہے اس لئے عورت اذان دے سکتی ہے اور نہ کسی مسجد میں

مردوں کی امامت کراسکتی ہے۔

بعض عورتیں برقع پہن کر بھی اپنا چہرہ نکھار کھتی ہیں تو پھر برقع کا کیا فائدہ اس سے تو وہ اور زیادہ حسین نظر آتی ہیں۔دراصل یہ ان کے وارثوں کا قصور ہے جو انہیں منع نہیں کرتے اس بے حیائی سے منع نہ کرنے والے مرد حضرات سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کوحرام کردیا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُ وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخُبْثَ ﴾ شراب کا عادی، والدین کا نافرمان اور دیوث(بے حیا) جو اپنے گھر میں بے حیائی کو قائم رکھے۔(احمدنسائی مشکوۃ کتاب الحدود باب بیان الخمر حدیث 3655)بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں اَلْخُبْثَ سے مراد زنا اور اسباب زنا ہیں یعنی جو اپنے بیوی بچوں کو زنا بے حیائی بے پردگی اجنبی مردوں سے اختلاط بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے ناچ گانے وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے نہ روکے وہ بے حیا دَیُّوث ہے مگر مرقات نے فرمایا: کہ تمام بے غیرتی کے گناہ اس میں شامل ہیں اللہ تعالیٰ دینی غیرت دے۔

اکبر آلہ بادی کہتے ہیں۔بے پردہ جونظر آئیں کل چند بیبیاں اکبر غیرت قومی سے زمیں میں گڑ گیا

پوچھا جو آپ کا پردہ کیا ہوا کہنے لگیں عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

سفراور عورت کی بداحتیاطی:

شریعت مطہرہ نے عورت کے سفر کے لئے محرم کی پابندی لازمی قرار دی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو عورت محرم کے بغیر سفر کرے یہ اس کے لئے حلال نہیں مگر عورت نے اس حکم کو بھی ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کبھی اسے اپنی ملازمت کا بہانہ ہوتا ہے کبھی کسی عزیز کی عیادت یا تعزیت یا شادی بیاہ کی تقریبات میں اکیلے سفر کرنا پڑتا ہے۔کبھی یوں بھی ہوتا ہے اپنے پرائے کا لحاظ کئے بغیر کبھی خاندان سے یا کبھی پڑوس سے کسی جاننے والے کو پکڑا اور سفر پر روانہ ہوگئی اور یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ شریعت نے سفر کے لئے کیا تعلیمات دی ہیں۔

آج کل تو دیکھنے میں یہ بات عام نظر آرہی ہے کسی بھی غیر محرم کے ساتھ موٹر سائیکل پر بڑی بے تکلفی سے بیٹھ جاتی ہیں یا بس میں غیر مردوں کے ساتھ بیٹھ جاتی ہیں ایسا کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اگر مجبوراً سفر کرنا پڑے تو ڈبل سیٹ کا کرایہ ادا کر کے اپنا ایمان بچائیں اپنی غیرت وایمان کا جنازہ نہ نکالیں۔اور بغیر سخت ضرورت کے گھر سے اکیلے قدم نہ نکالیں۔

بعض عورتیں غیر محرم نوجوانوں کو پیار دیتی ہیں اور غیر مردوں سے پیار لیتی ہیں یعنی سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں اپنے پیروں یا اساتذہ سے پیار لیتی ہے اگر سر پر ہاتھ نہ پھیرا جائے تو کہتی ہیں قاری صاحب یا پیر صاحب نے ہمیں پیار ہی نہیں دیا یاد رکھیں یہ رسم بھی ہندوانہ رسم اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اگر جائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام ایسا کرتے۔ چند عورتیں نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:﴿إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ﴾ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔(ابن ماجہ حدیث 2874)پیر کا عورتوں سے ہاتھ چھونا یا ان سے ٹانگیں دبوانا بہت دور کی بات ہے صرف ان سے ہاتھ ملائے تو اس کا عذاب بھی کم خوفناک نہیں۔حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی نقل فرماتے ہیں: دنیا میں اجنبیہ عورت سے ہاتھ ملانے والا بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن میں آگ کی زنجیروں کے ساتھ

بند ھے ہوں گے۔ (قرۃ عیون مع روض الفائق)

غیر محرم عورتوں کو پیار دینے یعنی سر پر ہاتھ پھیرنے کی سزا کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے سر میں لوہے کی سوئی داخل کر دی جائے تو یہ اس کے لئے غیر محرم عورت کے چھونے سے بہتر ہے۔ (طبرانی، الترغیب کتاب النکاح حدیث 2854)

یہ حدیث ان لوگوں کے لئے عبرت کا نشان ہے جو بے تکلف غیر عورتوں کو پیار دیتے ہیں یا ان سے لیتے ہیں یا غیر عورتوں کو اپنے ساتھ سکوٹر یا بس میں اپنی سیٹ پر بٹھا لیتے ہیں یا خود ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر پیار دینا ہی ہے ان عورتوں کو دیں جن کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو یعنی گھر کی محرم عورتوں کو ورنہ اس بیہودہ رسم کو ختم کر دیا جائے اسی طرح لڑکے کا اپنی منگیتر کو انگوٹھی پہنانا بھی حرام ہے نکاح سے پہلے ابھی تک وہ اس کے لئے غیر محرم ہے۔

کیا منہ بولے بھائی، بہن کا پردہ ہے؟

جی ہاں ان سے بھی پردہ ہے کہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ ان سے تو نکاح بھی درست ہے۔ ہمارے معاشرے میں منہ بولے رشتوں کا رواج عام ہے کوئی مرد کسی کو ,,ماں،، بنائے ہوئے ہے۔ کوئی لڑکی کسی کو ,,بھائی،، بنا بیٹھی ہے تو کسی خاتون نے کسی کو ,,بیٹا،، بنا لیا ہے۔ کوئی کسی لڑکی کا منہ بولا چچا ہے تو کوئی منہ بولا باپ اور پھر بے پردگیوں، بے تکلفیوں اور مخلوط دعوتوں کے گناہ و پاپ کا وہ سیلاب ہے کہ الامان والحفیظ۔ صنف مخالف کے ساتھ منہ بولے رشتے قائم کرنے والوں اور والیوں کو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا چاہئے یقیناً شیطان پہلے سے بول کر وار نہیں کرتا حدیث پاک میں ہے ,,دنیا اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا۔ (مسلم حدیث 2742) اگر کسی نے نامحرمہ بچی گود لی تھی تو جب وہ بالغہ بلکہ قریب بلوغ پہنچے تو اس کو پالنے والا نامحرم باپ اپنے ساتھ نہ رکھے بچی کے پالنے سے بیٹی نہیں ہو جاتی۔

لے پالک سے پردہ جائز ہونے کی صورت:

جو بچہ یا بچی گود لی ہے اس سے دودھ کا رشتہ قائم کر لے اگر بچی گود لینا ہو تو شوہر سے رضاعت کا رشتہ قائم کر لے مثلاً شوہر کی بہن یا بھانجی یا بھتیجی اس بچی کو اپنا دودھ پلا دے اور اگر بچہ گود لینا ہو تو بیوی سے اپنا رضاعت کا رشتہ قائم کر لے مثلاً بیوی خود یا بیوی کی بہن یا بیٹی یا بھانجی یا بھتیجی اس بچے کو اپنا دودھ پلا دے۔ اس طرح دونوں صورت میں بیوی اور شوہر دونوں کے لئے پردے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ جب بھی دودھ کا رشتہ قائم کرنا ہو تو دو سال کی عمر تک دودھ پلایا جائے (یعنی اس عمر میں کسی وقت بھی ایک بار دودھ پلا دیا تو رضاعت ثابت ہو گی) اس کے بعد دودھ پلانا جائز نہیں لیکن اگر ڈھائی سال کی عمر کے اندر بھی اگر بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو بھی دودھ کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

ووٹ کی شرعی حیثیت اور ووٹر کی شرعی ذمہ داری

مرتب: محمد ابوبکر صدیق (مدرس جامعہ مدینۃ العلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆......ووٹ کیا ہے؟

ووٹ ایک گواہی ہے......!

ووٹ ایک سفارش ہے......!

ووٹ ایک وکالت ہے......

ووٹ ایک امانت ہے......!

☆......ووٹر کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

دیندار کے حق میں گواہی دینا فرض......!

جب کہ بے دین کے حق میں گواہی حرام......!

اہل کی وکالت اور ترجمانی ثواب کا ذریعہ......!

جب کہ نا اہل کی سبب عذاب......!

ملک کو معرض وجود میں آئے 65 سال بیت گئے لیکن سکھ کا سانس ابھی تک میسر نہیں آیا۔ دن بدن یہ ارض مقدس اغیار کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی مہربانیوں سے مسائل اور مصائب کی اماجگاہ بنتی جارہی ہے اور اس بات سے انکار نہیں کہ تعمیر پاکستان میں ہمارے اسلاف کا وہ جذبہ موجود ہے جن کا مقصد اسے اسلامی قلعہ بنانا تھا۔

لیکن بدقسمتی سے اس پودے کی آبیاری کی ذمہ داری ایسے ہاتھوں میں رہی جو اسلام کے جذبے کے مطابق حالات پیدا نہ کر سکے۔ ہر شخص اپنے مفادات کی جنگ لڑنے لگا۔ عوامی فلاح و بہبود کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ معاشی استحکام کی طرف توجہ دینے کی کسی نے زحمت گوارہ نہیں کی۔ اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ بالخصوص ان دنوں جب کہ ملکی الیکشن کی تاریخ کا اعلان کیا جا چکا ہے تو امیدواران اقتدار بھی نئے جذبے، پختہ عزم اور جدید ولولے کے ساتھ ملک کو لوٹنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔

جھوٹے وعدوں سے سادہ لوح عوام کو طفل تسلیاں دی جارہی ہیں۔ ہر شخص اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہوئے ہوس اقتدار میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہے۔ ایسے حالات میں یقیناً جو شخص دین کے ساتھ لگاؤ رکھتا ہے اور ووٹ کی افادیت اور اہمیت سے واقف ہو وہ اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہے کہ وہ اپنا نمائندہ کس جماعت کو بنائے اور اپنا ووٹ کس کو دے۔ پس وقت کی نزاکت کو بھانپتے

ہوئے قارئین کے لئے ایک تحریری تحفہ ہے جو یقینی طور پر ان نازک حالات میں قارئین کی دینی وفکری راہنمائی کرتے ہوئے اطمینان قلب کا باعث ہونگے۔ان شاء اللہ عزوجل۔

ووٹ کی شرعی حیثیت: عام طور اسلامی احکام سے لاعلمی کی وجہ سے ووٹ کو محض ایک 'کھیل' سمجھا جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی دباؤ، لالچ یا تعلقات کی بنا پر قابلیت اور صلاحیت دیکھے بغیر کسی امیدوار کے حق میں ووٹ کاسٹ کردیا جاتا ہے۔

درج ذیل سطور میں اس بات کی وضاحت کی جائے گی کہ ووٹ کا شریعت کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اسلامی احکام پر قیاس کرنے سے اس کی کئی حیثیتیں سامنے آتی ہیں۔

پہلی حیثیت..........ووٹ کی گواہی! کسی امیدوار کو ووٹ دے کر گویا آپ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ میں اس امیدوار کو قومی نمائندہ بننے کا اہل سمجھتا ہوں۔اب اگر نااہل کو ووٹ دیا تو حقیقت میں "جھوٹی گواہی" دی۔جب کہ اللہ تعالٰی نے قرآن کریم میں اہل جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

و الذین لا یشھدون الزور (القرآن۔۷۲) ترجمہ:وہ (جنتی) لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

اوررسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کن نزول قد ما شاھد الزور حتیٰ یوجب اللہ لہ النار (ابن ماجہ حدیث نمبر 2364)

ترجمہ:جب جھوٹی گواہی دینے والے کو قیامت کے دن حساب وکتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا تو اس کے اپنی جگہ سے ہٹنے سے پہلے اللہ تعالٰی اس پر جہنم کو واجب کردے گا۔

ایک اورحدیث پاک میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو **اکبر الکبائر** (سب سے بڑا گناہ) قرار دیا۔(صحیح بخاری)

دوسری حیثیت..........ووٹ ایک سفارش! آپ کا کسی امیدوار یا پارٹی کے حق میں ووٹ دینا اس بات کی سفارش ہے کہ اس امیدوار یا پارٹی کو یہ قومی منصب سپرد کردیا جائے۔قرآن پاک میں اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیبا منھا و کان اللہ علیٰ کل شیء مقیتاً۔(النساء:58)

ترجمہ:جو شخص اچھی (اور سچی) سفارش کرے گا اسے اجر میں سے حصہ ملے گا اور جو بری (اور جھوٹی) سفارش کرے گا اسے سزا میں سے حصہ ملے گا اور اللہ تعالٰی ہر شے پر قادر ہے۔

تیسری حیثیت..........ووٹ ایک وکالت: کیا آپ نے کبھی سوچا کہ جس امیدوار کو آپ نے ووٹ دیا در حقیقت ملکی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ نے اسے اپنا وکیل بنادیا تو جیسے عدالت میں مقدمہ آپ کا وکیل لڑتا ہے مگر فیصلہ آپ پر لاگو ہوتا ہے،اسے طرح نااہل کو ووٹ دینے کی صورت میں "بدعنوانی" ممبر کرے گا مگر اس جرم میں آپ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

چوتھی حیثیت..........ووٹ ایک مشورہ

کسی نااہل کو ووٹ دینے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

من اشار علیٰ اخیہ بامر یعلم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ۔

ترجمہ: جس نے اپنے بھائی کوکسی بات کا (غلط) مشورہ دیا حالانکہ اسے معلوم تھا بھلائی دوسری بات میں ہے تو اس نے اس سے خیانت کی (اسے دھوکہ دیا)۔ (سنن ابوداؤد حدیث 3172)

اگر کسی آدمی کو ذاتی معاملہ میں غلط مشورہ دینا دھوکہ ہے تو قومی معاملہ میں غلط مشورہ دینا اور نا اہل کے حق میں ووٹ ڈالنا کتنا بڑا دھوکہ اور جرم ہوگا۔

پانچویں حیثیت...........ووٹ ایک امانت: حکمران منتخب کرنے کے لئے ووٹ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک امانت ہے اور امانت صرف اس کے اہل کے سپرد کرنا فرض ہے ورنہ خیانت ہوگی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے کسی شخص کو حکمران بنایا حالانکہ ان (لوگوں) میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار موجود تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کی پوری جماعت سے خیانت کی۔ (مستدرک جلد 4 صفحہ 923)

نا اہل کو ووٹ دینا قیامت کی علامت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے عرض کی امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **انا وسد الامر الیٰ غیر اھلہ فانتظر الساعۃ** ۔یعنی جب حکومت نا اہلوں کے سپرد کردی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری۔ کتاب العلم)

ووٹر کی ذمہ داری: مندرجہ بالا سطور سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر ووٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا ووٹ ایسے امیدوار اور پارٹی کو دے جو اپنی دیانت وصداقت اور صلاحیت کے اعتبار سے اس منصب کے قابل ہو۔ کیونکہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ووٹ کا غلط استعمال کرنا کم از کم پانچ جرموں (۱) جھوٹی گواہی۔ (۲) بری سفارش۔ (۳) بے جا وکالت۔ (۴) غلط مشورہ۔ (۵) خیانت کا گناہ اپنے سر لیتے ہوئے آخرت برباد کرنے کے مترادف ہے۔

ایک سوال: بلاشبہ ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ ایسا امیدوار جو حقیقتاً اس منصب کے قابل ہو، بہت مشکل سے ملے گا۔ تو جب تمام امیدوار نا اہل ہوں گے تو کس کے حق میں ووٹ کاسٹ کیا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ظلم کو جڑ سے ختم نہ کرسکتا ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کم کرنے کی کوشش بھی نہ کرے بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ظلم کے خلاف جدوجہد کرے۔ اسی طرح ووٹر کے سامنے اگر تمام لوگ نا اہل ہوں تو اس پر لازم ہے کہ ان میں دیگر کی بنسبت جو اچھا ہے اسے اپنا ووٹ دے۔ کیونکہ اگر وہ برائی کو ختم نہیں کرسکتا تو اسے کم کرنے کی کوشش تو کرسکتا ہے۔

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** February 2013 Reg.No. C.P.L.169

